احوال و آثار

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

پروفیسر محمد صدّیق

داتا گنج بخش اکیڈمی - لاہور

۱۹۹۶ء

ناشر : میاں زبیر احمد قادری ضیائی
داتا گنج بخش اکیڈمی صدام منزل گلی نمبر ۱
بلال گنج لاہور۔

پیاری بیٹی

آمنہ صِدّیقؔ

کے

نام

اظہارِ تشکّر

محترم حکیم محمد موسیٰ کے خیالات، نظریات اور درویشانہ طرزِ زندگی کے متعلق گفتگو کرنا ایک خوش نصیبی ہے اور ان کے بارے میں تحریر کرنا کسی طرح بھی ایک عظیم سعادت سے کم نہیں۔ اس کتاب میں ان کے مختصر سوانحی حالات کے ساتھ ان کی تقریباً تمام علمی، ادبی اور دینی تحریروں کی ایک مفصل اور مکمل فہرست (CATALOGUE) مہیا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کیٹلاگ کی تیاری عزیزم سید سرفراز علی زیدی کی بھرپور اعانت کے بغیر ناممکن تھی۔ اس لئے میں اُن کا خاص طور پر شکر گزار ہوں۔ جناب میاں زبیر احمد قادری ضیائی

~~ضیائی~~ اور محترم ریاض ہمایوں سعیدی کا جذبہ بھی بڑا قابل قدر ہے جو اس مقالے کو کتابی صورت میں اہلِ علم کے سامنے لا رہے ہیں۔ جناب محمد حنیف بھی اپنے مفید مشوروں کے لئے شکریہ کے حقدار ہیں۔

محمد صدّیق

برصغیر پاک و ہند کے جن گھرانوں نے طب کو عبادت سمجھ کر اس کی خدمت کی اُن میں ایک گھرانہ امرتسر کے معروف طبیب حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری مرحوم (م ۱۹۵۲) کا بھی ہے۔ حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری ایک جید عالم اور عارف تھے۔ مریض کو دوا دے کر دست بہ دُعا ہو جاتے تھے۔ عظیم محقق، ناقد، عالم اور درویش حکیم محمد موسیٰ امرتسری انہی کے ہاں ۲۷ اگست ۱۹۲۷ کو امرتسر جیسے مردم خیز شہر میں پیدا ہوئے۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے قرآن پاک بابائے قرارت قاری کریم بخش (مقیم امرتسر، متوفی لاہور) سے ناظرہ پڑھا۔ چوہدری خورشید عالم اشرفی مرحوم مرید خاص حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی مدرس مسلم ہائی سکول امرتسر سے تبرکاً بسم اللہ کرائی گئی۔

ابتدائی تعلیم مدرسہ نعمانیہ (قائم کردہ مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری) مسجد شیخ بڈھا، موری گنج چوک فرید امرتسر میں حاصل کی۔ یہ معروف مدرسہ دو حصّوں میں منقسم تھا۔ درجہ اوّل مسجد شیخ بڈھا موری گنج چوک فرید امرتسر میں مفتی عبدالرحمٰن ہزاروی (م ۱۹۴۷) اور درجہ دوم مسجد خیر دین امرتسر میں مفتی محمد حسن درس دیتے تھے۔ مفتی عبدالرحمٰن ہزاروی سے فیض یاب ہونے کے بعد

امرتسر کے مشہور عالمِ اجل مولانا محمد عالم آسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ طب کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ ان حضرات کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام سے بھی استفادہ کیا۔

حکیم محمد موسیٰ اپنے پیشے میں بلند مقام پر فائز ہیں۔ طبیب ہیں، لیکن زندگی میں کوئی مرحلہ، کوئی مقام بھی ایسا نہیں آیا جہاں اُن کی تخلیقی اور تحقیقی کاوشیں سُست پڑی ہوں۔ ان کی دلچسپی کے موضوعات متنوع ہیں، مذاہب عالم، تاریخ، تذکرہ اسلامیات اور تصوّف میں وہ یکساں طور پر دلچسپی رکھتے ہیں۔

عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبان و ادبیات پر ان کی گہری نظر ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو بلا کا حافظہ عطا کیا ہے۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ بحیثیت ادیب اور محقق ان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ وہ ادیبانہ اور خلاقانہ مہارت سے اردو، پنجابی اور فارسی میں لکھتے ہیں

مطب میں ان کی مسندِ حکمت کے اردگرد چاروں طرف الماریوں کے اندر شیشوں کے پیچھے کتابوں کی رنگا رنگ جلدیں چمک دمک میں قوسِ قزح کے رنگوں کی یاد دلاتی ہیں۔ ان کی ذاتی لائبریری میں طب، فلسفہ، اسلام، تذکرہ اور تصوّف پر نہایت قیمتی اور نادر کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ ان کے اس گراں قدر ذخیرہ کتب میں کم یاب اور نایاب تذکرے بھی موجود ہیں۔

وہ بنیادی طور پر ایک اسکالر ہیں۔ قدرت نے انہیں اسکالر بنا کر اس جہانِ کارزار میں بھیجا ہے۔ طبابت ان کا آبائی پیشہ ہے۔ وہ اس عظیم پیشہ سے طبعاً اس لئے بھی منسلک ہیں کہ سکون کے ساتھ معاشی مسائل حل کر کے اپنا سب کچھ تن، من اور دھن کتب کے لئے وقف کر دیں۔ سو وہ اس میں کامیاب ہیں۔

مجھے ان کی زندگی پر رشک آتا ہے۔ علم حاصل کرنا اور اُس کو پھیلانا ان کی زندگی کا نصب العین ہے اور وہ اِسی راہِ پُرخار پر گامزن ہیں۔

اطمینان سے زندگی بسر کرنے کے لئے دولتِ قناعت کا ہونا ضروری ہے، وہ اس دولتِ لازوال سے مالامال ہیں بلکہ امیر ترین ہیں۔ حصولِ قناعت کا بہترین طریق سادہ زندگی، معتدل ضروریات اور کم خواہشات ہیں اور اگر کوئی انسان اس عزمِ صمیم کے ساتھ اپنی زندگی شروع کر دے تو یقیناً پُرسکون زندگی بسر کر سکتا ہے۔ مگر یہ بہت مشکل کام ہے۔ لیکن حکیم محمد موسیٰ یہ کام انجام دے رہے ہیں۔

اِن کی مستقل مسکراہٹ میں دنیاداری نام کو نہیں۔ ٹھیٹھ پنجابی مسکراہٹ، نہ تصنّع۔ نہ بناوٹ، جیسا ظاہر ویسا ہی باطن۔ کھری بات۔ پُرخلوص لہجہ۔ خواہ کسی کا دل وقتی طور پر میلا ہی کیوں نہ ہو۔

وہ مزاجاً نسیمِ سحر ہیں۔ مَیں نے اُن کو کبھی بادِ سموم کے روپ میں نہیں دیکھا۔ علم و ادب کی محفل برپا رہتی ہے ساتھ ساتھ مریضوں کی دیکھ بھال، دوا دارو کا سلسلہ بھی چلتا رہتا ہے۔ کیا مجال جو کبھی شکایت زمانہ یا شکوہ دوراں کا ذکر ہو۔ قناعت اور توکّل کی ایسی عمدہ مثال خال خال ہے۔ خدائے بزرگ انہیں صحت مند طویل عمر عطا کرے کہ ان کی ذات اس قحط الرجال کی کڑی دھوپ میں ایک چھتنار درخت کی ٹھنڈی چھاؤں ہے۔ وہ راہنما مشفق کی تمام خوبیوں سے مزیّن ہیں۔

وہ اگرچہ باقاعدہ تدریس تو نہیں کرتے مگر استاذ الاساتذہ ہیں۔ طلبا، علم کے شائق اور سکالرز دُور دُور سے ان کے پاس آتے رہتے ہیں اور وہ مُلکی اور غیر ملکی محققین جس موضوع پر کام کر رہے ہوتے ہیں[1] اس کی مشکلات کے حل اور تلاش

[1] آرتھر فرینک بوہلر امریکن سکالر اپنے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالہ کے پیش لفظ میں محترمی حکیم محمد موسیٰ کے بارے میں یوں اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ اصل متن اور اس کا اُردو ترجمہ آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مواد کے متعلق زیادہ تر معلومات سے علم حاصل کرتے ہیں۔ اپنے طور پر بھی بہت کچھ کرتے ہیں۔ اس کی الجھنوں کو سلجھاتے ہیں اور پھر ان کا اپنے مسائل کا حل پیدا ہوتا ہے

CHARISMA AND EXEMPLAR:
NAQSHBANDĪ SPIRITUAL AUTHORITY IN THE PANJAB, 1857-1947

A thesis presented

by

Arthur Frank Buehler

to the Committee on the Study of Religion
in partial fulfillment of the requirements
for the degree
Doctor of Philosophy
in the subject of
The Study of Religion

Harvard University
Cambridge, Massachusetts

June, 1993

the material to lead me to formulate tentative answers. This "inner" approach entailed saturating myself with voluminous reading and frequent conversations with Naqshbandis, which then allowed the indigenous categories to define themselves. Advocated by W.C. Smith and Lawrence Babb, this process has guided my methodology more than any other. Therefore I have not tried to distill the "facts" from the reality of those experiencing and interpreting them. This study is an attempt to understand and explicate the Naqshbandi category of "perfect human," utilizing the internal logic of their world view. To balance this approach I have contextualized my study by utilizing historical, social, religious, and economic sources which also demonstrate that Sufi *shaykhs* did not simply lead reclusive lives of spiritual contemplation.

One anthropological facet of my work involves a distinctive genre of Naqshbandi literature which has never been examined by western scholars: books written to explain Naqshbandi spiritual methods and cosmology. Although these books are quite detailed, they were written for practitioners and require much oral commentary. I worked with a learned Naqshbandi living in Lahore, a successor of Mubārak Ṣāḥib, who patiently took time from his busy schedule to endure my odd questions. The third chapter of this dissertation is the result of my work with him, explaining what Naqshbandis do that non-Naqshbandis do not do.

The largest share of my anthropological field experience resulted from a never-ending search for Sufi materials scattered haphazardly in countless private and public collections all over Pakistan. The key to what books had been written and where they were located rested in one person: Ḥakīm Ṣāḥib, a

veritable living bibliographical data base. It was he who guided me in this project more than anyone else. For most people Hakim Sahib is a Sufi who practices Greek (*yunani*) medicine. I would visit him once a week at his clinic/pharmacy where he presided over a mixed audience of learned scholars and writers with a steady stream of patients filing in and out. In the midst of these ongoing conversations and writing prescriptions, he would give me about ten errands to find books around the city of Lahore. When I completed these tasks I would report back and he would give me another set of assignments. Although I did not appreciate it at first, ignorantly thinking only in terms of books, I ended up in places where I would have never gone otherwise-- for example, Qur'an schools, mosques, and even a cloth shop. Many times I did not find the books that were supposed to be there, but over time I learned a great deal about the culture and religion of Pakistan.

Such a research enterprise cannot avoid methodological pitfalls. How does one substantiate an argument establishing the existence of educator-shaykhs that depends on scattered and incomplete Sufi sources? One of the major textual "finds" of my research was a twenty-year set of monthly Sufi journals that enabled me to document a new kind of Naqshbandi leadership pattern pioneered in the Panjab by Jama'at 'Ali (d. 1370/1951). Instead of conforming to the model of his predecessors, who taught a set of rigorous spiritual exercises, he was one of the first Panjabi Naqshbandi shaykhs whose primary role was to intercede with Muhammad on behalf of his disciples. Although extensive research has yet to be done, it appears that Jama'at 'Ali's leadership style as a mediator-shaykh is the norm among his successors and among the successors of the other notable Naqshbandis of British India.

ترجمہ: میرے انسانی علوم کے علمی تجربے کا بڑا حصہ تصوف سے متعلق ذخیرہ ہونے والے مواد کی تلاش پر منتج ہوا۔ یہ مواد پورے پاکستان کے بے شمار شخصی اور سرکاری ذخیرہ ہائے کتب میں غیر منظم طریقے سے بکھرا ہوا ہے،

تصوف سے متعلق کون کون سی کتب لکھی گئی ہیں اور کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔ اس مشکل کا حل پاکستان میں صرف ایک شخصیت حکیم صاحب (حکیم محمد موسیٰ امرتسری) نے فرمایا جو کہ واقعی اس موضوع سے متعلق زندہ تاریخ اور معلومات کی بنیادی اکائی ہیں۔ حکیم صاحب نے ہی میرے اس تحقیقی کام میں سب سے زیادہ راہنمائی فرمائی۔ زیادہ لوگوں کے لئے حکیم صاحب ایک ایسے صوفی ہیں جو کہ یونانی طریقہ سے علاج کرتے ہیں۔ میں ہفتے میں ایک مرتبہ اُن کے مطب پر ملنے کے لئے جاتا جہاں وہ فاضل اسکالرز، مصنفین اور مطب کے اندر اور باہر بھرے ہوئے مسلسل مریضوں کے ہجوم میں بطور صدر موجود ہوتے۔

ان تینوں طرز کے افراد سے گفتگو کے دوران وہ نسخے بھی لکھتے جاتے اور مجھے لاہور شہر کے گرد و نواح میں حصولِ کتب کے لئے تقریباً دس مقامات بتا دیتے۔ جب میں یہ کام مکمل کر لیتا تو انہیں رپورٹ دینے واپس جاتا اور وہ مجھے ایسا ہی ایک اور کام سونپ دیتے۔ اگرچہ میں نے پہلے اپنی کم علمی کی وجہ سے اس طریقۂ کار کو پسند نہ کیا (کیونکہ میں صرف حصولِ کتب ہی کے بارے میں سوچتا تھا) لیکن اس تلاش و جستجو میں ایسے مقامات پر بھی گیا جہاں میں بصورت دیگر نہ جاتا۔ مثال کے طور پر قرآنی مدارس، مساجد اور یہاں تک کہ بزاز کی دوکان پر بھی۔

کئی بار ایسا بھی ہوا کہ مجھے وہ کتابیں تو نہ ملیں جن کے بارے میں خیال تھا کہ وہاں ہونگی لیکن اس طرح میں نے پاکستانی تہذیب اور مذہب کے متعلق بہت کچھ جان لیا

باتوں باتوں میں زیر بحث موضوع سے متعلق جہاں جہاں اور جس جس کتاب یا رسالے میں مواد موجود ہوتا ہے۔ اس کی ایک فہرست تیار ہو جاتی ہے۔ ان کا مطب نہ صرف جسمانی مریضوں کو شفا بخش ادویات فراہم کرتا ہے بلکہ متلاشیانِ علم کے لئے بھی مجرب نسخے تجویز کرتا ہے۔ جس سے وہ ہمیشہ کے لئے صحت یاب ہو جاتے ہیں۔"

وہ اکثر پنجابی زبان میں علمی اور ادبی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔ زبانی دلچسپ کی بات نہیں، قصہ یوں ہے کہ جس استدلال جذبے اور خلوص سے الجھی ہوئی گتھی سلجھاتے ہیں وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ ان کا اندازِ بیان مختصر اور مدلل ہوتا ہے۔ ان سے گفتگو کرتے ہوئے ان کی سادہ طبعی، صاف گوئی، بے باکی اور ایک ایسے کھرے پن کا احساس ہوتا ہے جو جدید زمانہ کی پہچان نہیں۔ کیونکہ عصر جدید تو صورت پرستی کا دلدادہ ہے۔ کردار، روایت اور سیرت کا اب کیا کام۔

حکیم صاحب بہت مہمان نواز ہیں۔ اپنے مہمانوں اور احباب کی خاطر تواضع میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے۔ کھانے کا وقت ہو تو کھانا، چائے کے وقت چائے۔ کھانا، چائے اور ہر فصل کے ثمرات سے اپنے احباب کی تواضع کرتے ہیں۔ مگر بقول برادرم محمد حنیف جن احباب سے انہیں خاص اُنس ہے اُن کو خمیرہ گاؤزبان کی ایک خوراک کھلاتے ہیں۔

محمد حنیف صاحب کا ہی قول ہے کہ حکیم صاحب وضع داری اور قدیم عظیم روایات کے پاسدار ہیں۔ وہ انسان سے پیار کرتے ہیں، ہر کسی سے کھلے دل سے ملتے ہیں۔ ان کے دوستوں میں ہر مکتبِ فکر اور ہر عمر کے لوگ شامل ہیں اپنی حق گوئی اور بیباکی کے باوجود اپنی گفتگو میں کسی کی دل آزاری کا موقع پیدا نہیں ہونے دیتے۔ البتہ کبھی کبھی موقع پرست اور ابن الوقت مولویوں کے بارے میں شکوہ کرتے ہیں۔

امرتسر ایک مردم خیز شہر ہے۔ تقسیمِ برصغیر سے قبل اس خطۂ زرخیز نے زندگی کے ہر شعبہ میں بے نظیر و بے مثال نابغین و حضرات کو جنم دیا، پروان چڑھایا کہ تاریخ علم و ادب اور تہذیب و تمدن ہمیشہ انہیں یاد رکھے گی لیکن حکیم محمد موسیٰ امرتسری اس شہر کی معاشرتی اور تہذیبی روایات اور زندگی کے امین ہیں۔ ان کا لاجواب حافظہ، فیاض اور بے تعصب دل ان یادوں کا خزینہ ہے۔ وہ مشعلِ تہذیب امرتسر کے لئے روشن مینار ہیں۔ ان کی راہنمائی اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری تحریری اے حمید کو مجددِ امرتسر کے خطاب سے یاد کرتے ہیں میں سوچتا ہوں کہ اے حمید اگر مجدد امرتسر ہیں تو وہ خود مجدد امرتسر اول ہیں۔ ان کے حافظہ کے پردۂ سیمیں پر امرتسر کی مساجد، تاریخی عمارات، گلی کوچے، بازار، کٹڑے، محلے، مدرسے، کالج، درگاہیں، تہذیبی و مذہبی اور معاشرتی تہواروں کی تفصیلات اپنی مکمل جزئیات کے ساتھ محفوظ ہیں۔ کسی واقعہ، مقام یا جگہ کا ذکر کریں تو وہ رواں دریا کی طرح تسلسل کے ساتھ ان مقامات کی تاریخ و اہمیت یا واقعہ کا پس منظر بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ امرتسر کے علماء، فضلاء، دانشور، شعراء، ادبا اور مذہبی و سیاسی راہنماؤں کے خاندانی حالات، سیاسی اور مذہبی عقائد و نظریات اور ان کی تصانیف ان کو ازبر ہیں۔ ذرا پوچھ دیکھیں ع پھر دیکھئے انداز گل افشانیِ گفتار

انہوں نے امرتسر پر علمی، ادبی، تاریخی اور سیاسی حوالے سے تحقیقی کام کرنے والے بہت سے ملکی اور غیر ملکی ریسرچ سکالرز کی راہنمائی کی ہے اور مسلسل کرتے رہتے ہیں۔

"فنِ تاریخ گوئی ہمارے ہاں ایک زوال پذیر فن ہے اور اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود شعرائے حال نے اسے مکمل طور پر نظر انداز کر رکھا ہے۔ ایک صدی پہلے شعرا کی مہارتِ فن کو پرکھنے کا ایک معیار یہ بھی تھا کہ وہ کسی شعر یا مصرعے سے

مادہ تاریخ" برآمد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس طرح "فنی تاریخ گوئی" ایک منفرد فن بن چکا تھا جس کے اپنے اصول وضوابط مقرر ہو گئے تھے۔ یہ اصول وضوابط تو بدستور موجود ہیں مگر ان سے ناواقفیت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اچھے خاصے ادبا اور شعرا "مادہ تاریخ" کی تصنیف تو در کنار کسی مصرعے سے تاریخ تصنیف برآمد بھی نہیں کر سکتے"[لہ]

میرے نزدیک فن تاریخ گوئی ایک مشکل فن ہے اور وقت طلب بھی۔ اس فن کی باریکیوں سے مکمل طور پر عہدہ برآ ہونا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس عہد میں جو چند اہل علم اس فن میں مہارت رکھتے ہیں ان میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا نام بھی صف اوّل کے تاریخ گویاں میں لکھنے کے لائق ہے کیونکہ وہ مادہ تاریخ نکالنے کے فن کی نزاکتوں اور باریکیوں کے علاوہ اس کے قواعد وضوابط سے بھی مکمل آگاہی رکھتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے بہت سے مادہ تاریخ کہے بھی ہیں۔

تبصرہ نگاری ایک مشکل فن ہے۔ عموماً مبصرین مطالعہ کتب سے گریز کرتے ہیں۔ کتاب کے دیباچہ، ابتدائی، درمیانی اور آخری صفحات کی ورق گردانی سے تبصرہ مرتب کر لیتے ہیں۔ مگر حکیم محمد موسیٰ امرتسری مکمل کتاب یا رسالہ پڑھنے کے بعد اس کے متعلق اپنی بے لاگ رائے تحریر کرتے ہیں۔ ان کے تبصرے پڑھنے کے بعد کتاب کی مکمل تصویر سامنے آجاتی ہے۔ ان کے تحریر کردہ تبصرے بجائے خود کتاب کے موضوع کے متعلق ایک مبسوط مقالہ کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ وہ تبصرہ میں زبان وبیان کی صفائی، سلاست اور ادبی چاشنی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

لہ ڈاکٹر پروفیسر خواجہ محمد زکریا، صدر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

تبصرہ نگاری کے تمام اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نہایت دیانتداری سے تبصرہ کرتے ہیں۔ تبصرہ کرتے ہوئے وہ مصنف سے دوستی اور تعلق کو نہیں بلکہ کتاب کے مواد، موضوع اور اندازِ نگارش کو وقعت دیتے ہیں۔

حکیم محمد موسیٰ نے زیادہ تر تبصرے مجلہ 'فیض الاسلام' راولپنڈی کے لئے لکھے پہلے اپنے اصلی نام سے تحریر کرتے رہے۔ پھر تنقیدِ دشمن اور احباب کی ناراضی کی بنا پر 'آتش' کے قلمی نام سے قلم بند کرنا شروع کر دیئے۔ بعدہٗ علامہ عرشی کے مشورے سے "کلیم" کے نام سے اظہارِ خیال کرتے رہے۔

یہاں ان کتابوں اور رسائل کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے، جن پر انہوں نے مختلف سالوں میں تبصرے تحریر کئے۔

نوٹ: اس مقالے میں حکیم صاحب کے ان علمی جواہر پاروں کی تفصیل پیش کی گئی ہے جو ابھی تک میری نظر سے گزرے ہیں۔

تبصرے

نام کتاب جس پر تبصرہ کیا گیا	مصنف / مرتب	مقام طبع	جس رسالہ میں طبع ہوا	ماہ و سن
اخبار الطب	حکیم محمد سعید دہلوی	راولپنڈی	فیض الاسلام	ستمبر ۱۹۶۰
طبیب حاذق (سالنامہ)	حکیم عبد الرحیم جمیل	〃	〃	〃
امن و سلامتی	حکیم قاضی عظیم اللہ	〃	〃	ستمبر ۱۹۶۱ء
کامرانی و مسرت	حکیم قاضی عظیم اللہ	〃	〃	〃
تفسیر ایوبی	علامہ محمد ایوب دہلوی	〃	〃	جنوری ۱۹۶۲
ذکر غم	سید انور علی شاد جچ پوری	〃	〃	〃
لواء الاسلام لمکارم الاسلام	عنایت اللہ اثری وزیرآبادی	〃	〃	فروری ۱۹۶۲ء
ایقاظ النیام لقراۃ الفاتحۃ خلف الامام	〃	〃	〃	〃
تحقیق الحق بتحقیق المختلق	〃	〃	〃	〃
احقاق الحق باحقاق المنطق	〃	〃	〃	〃
الانتعاظ ربانی الایقاظ	〃	〃	〃	〃
القول المحمود	〃	〃	〃	〃
زینت الصلوٰۃ	〃	〃	〃	〃
البیان المستطاب	〃	〃	〃	〃
طب قدیم ایک سائنٹیفک سائنس ہے	حکیم حمید الدین نقابی دہلوی	〃	〃	ستمبر ۱۹۶۲ء
سرکشی ضلع بجنور	سرسید احمد خاں (مرتبہ ڈاکٹر معین الحق)	〃	〃	جنوری ۱۹۶۳ء

نام کتاب جس پر تبصرہ کیا گیا	مصنف / مرتب	مقام طبع	جس رسالہ میں طبع ہوا	ماہ و سن
تذکرہ صوفیائے پنجاب	اعجاز الحق قدوسی	راولپنڈی	فیض الاسلام	جنوری ۱۹۶۳
تواریخ عجیب المعروف کالا پانی	مولوی محمد جعفر تھانیسری (مرتبہ محمد ایوب قادری)	"	"	"
سیرت امام مظلوم سیدنا عثمان	سید نور الحسن شاہ بخاری	"	"	فروری ۱۹۶۳
فاتحۃ الکلام فی القراءۃ خلف الامام	مولانا ظفر احمد عثمانی	"	"	جون ۱۹۶۳
کتاب الصلوٰۃ (اردو انگریزی)	محمد یٰسین (کراچی)	"	"	"
صنعتِ اکبر	حکیم محمد یوسف	"	"	"
حساب روزِ جزا	پروفیسر محمد فاروق	"	"	اکتوبر ۱۹۶۳ء
فرمانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	غلام رسول	"	"	"
ارمغان امینیہ	سید شریف احمد شرافت نوشاہی	"	"	"
الفخری	محمد بن علی ابن طبا المعروف ابن طقطقی (مترجم جعفر شاہ پھلواری)	"	"	"
حساب	پروفیسر محمد فاروق	"	"	"
تذکرۃ الاطبا	حکیم محمد ریاض احمد قریشی	"	"	"
تذکرہ حضرت شاہ ولی محمد چشتی	حکیم سید اکرام حسین	"	"	"
ماہنامہ طبی ڈائجسٹ	حکیم صلاح الدین عثمانی (مدیر)	"	"	"
ماہنامہ روحانیت	سید محمد انور جیلانی (مدیر)	"	"	"

نام کتاب جس پر تبصرہ کیا گیا	مصنف/مرتب	مقامِ طبع	جس رسالہ میں طبع ہوا	ماہ و سن
مہر و ماہ (یادگار نامی نمبر) لاہور	ابوالطاہر فدا حسین فدا	لاہور	فیض الاسلام	اکتوبر ۱۹۶۳ء
ماہنامہ بنیات (کراچی)	مولانا محمد عبدالرشید نعمانی (مدیر)	کراچی	〃	نومبر ۱۹۶۳
ماہنامہ ختم نبوت (رنگون)	عبدالرحمٰن یعقوب احمد باوا (مدیر)	رنگون	〃	نومبر ۱۹۶۳ء
کشمیری اولیاء	حکیم محمود بخاری	راولپنڈی	〃	جنوری ۱۹۶۴
خاتونِ پاکستان "رسول نمبر" حصہ دوم	شفیق بریلوی (مدیر)	〃	〃	ستمبر ۱۹۶۴
تحقیق سید و سادات	محمود احمد عباسی	〃	〃	〃
تنویرات	حافظ نور محمد انور	〃	〃	〃
جمالِ صابر کلیری	وحید احمد مسعود مرحوم	〃	〃	جنوری ۱۹۶۵
علی برادران	سید رئیس احمد جعفری (ندوی)	〃	〃	〃
خاتونِ پاکستان "قرآن نمبر" کراچی	شفیق بریلوی (مدیر)	〃	〃	اپریل ۱۹۶۵
کافیاں شاہ حسین	چودھری محمد افضل خان	〃	〃	〃
شلوک فرید	〃	〃	〃	〃
ماہنامہ پنج دریا	〃	〃	〃	〃
سوانح حضرت بابا فریدالدین	وحید احمد مسعود	〃	〃	اکتوبر ۱۹۶۵ء
مشیر الاطباء (خواص المفردات نمبر)	حکیم ریاض احمد قرشی	〃	〃	〃

نام کتاب جس پر تبصرہ کیا گیا	مصنف / مرتب	مقام طبع	جس رسالہ میں طبع	ماہ و سن
مینار الاطباء (گشتہ جات نمبر)	حکیم ریاض احمد قریشی	راولپنڈی	فیض الاسلام	اکتوبر ۱۹۶۵ء
رموزِ طب	"	"	"	"
غذائے انسانی	"	"	"	"
ماہنامہ مہر و ماہ لاہور (پیر افضل نمبر)	ابوالطاہر فدا حسین فدا (مدیر)	"	"	جنوری ۱۹۶۶ء
گنج الاسرار	حاجی محمد نوشہ گنج بخش (مرتبہ شرافت نوشاہی)	"	"	"
حیاتِ امداد (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)	پروفیسر محمد انوار الحسن	"	"	اپریل ۱۹۶۶
سیرت الاخوین	مولانا خالد گھرجاکھی	"	"	اپریل ۱۹۶۷ء
مجرباتِ طب	حکیم عبداللہ خان (ایڈیٹر)	"	"	"
کیا کوئی مسلمان ہے؟	چودھری محمد اسماعیل	"	"	"
پیامِ حق (منظوم)	"	"	"	"
مولانا محمد احسن نانوتوی	ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم	"	"	جون ۱۹۶۷ء
بہارِ شباب	مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی قادری	"	"	"
مصباح النور اردو ترجمہ الموتیٰ والقبور	قاضی ثناء اللہ پانی پتی (مترجم محمد رمضان)	"	"	"
تذکرۃ المعاد	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	"	"	"
انوار الصفا	محمد خصلت حسین صابری	"	"	"

نام کتاب جس پر تبصرہ کیا گیا	مصنف / مرتب	مقام طبع	جس رسالہ میں طبع ہوا	ماہ و سن
غیب و شہادت کا پیغام	شیخ محمد آدم	راولپنڈی	فیض الاسلام	جون ۱۹۶۷
قرآنِ عظیم کے دعوے	عبداللہ یٰسین حسنی	〃	〃	اگست ۱۹۶۷
عالمی تبلیغی منصوبہ	علامہ احمد اثر باصی	〃	〃	〃
اشاعت علوم اسلامیہ (ملتان)	مترجم ابو شہاب رفیع اللہ			
ارمغانِ عرب	شاہ محمد اسماعیل دہلوی	〃	〃	〃
بادشاہ بیگم اودھ	عبدالاحد رابط	〃	〃	〃
ہمارا اسلام	محمد خلیل احمد برکاتی	〃	〃	〃
دعائیں	〃	〃	〃	〃
خاتون پاکستان (غوثِ اعظم نمبر)	شفیق بریلوی (مدیر)	〃	〃	〃
درج الدرر فی اصولِ حدیث خیر البشر (علیہ السلام)	صاحبزادہ حافظ علی احمد	〃	〃	〃
وارثانِ انبیاء سے خطاب	مولانا ابو احمد عبداللہ	〃	〃	〃
دلائل السلوک	مولانا اللہ یار خاں	〃	〃	〃
ہماری اسلامی تعلیمات اور ہمارا ذہنی انتشار	ڈاکٹر کاظم علی رسا	〃	〃	〃
خاتون پاکستان نزول قرآن نمبر	شفیق بریلوی (مدیر)	〃	〃	مئی ۱۹۶۸ء
نسخہ اشفاء	حکیم سید عبداللہ شاہ حسنی القادری	〃	〃	〃
دین اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی	علامہ احمد اثر باصی	〃	〃	جولائی ۱۹۶۸

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃
[illegible]	〃	〃	〃	〃
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	〃	〃	[illegible]
[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃
[illegible]	[illegible]			
[illegible]	[illegible]	〃	〃	〃

[illegible]

حکیم محمد موسیٰ کو کتب سے بڑا عشق ہے۔ جہاں کہیں انہیں اپنے ذوق کی کتاب دستیاب ہوئی انہیں جس قیمت پر ملی انہوں نے وہ کتاب حاصل کر لی۔ اگر جلد خراب ہوئی یا کاغذ کے کٹ جانے سے خراب ہوئی اور اگر ضرورت ہوئی تو نہایت اہتمام سے عمدہ قسم کی قیمتی جلد بنوا کے جو اس کو داخل ذخیرہ کر لیا۔ کتابوں کی جلدوں کے بارے میں بھی خاص خیال رکھتے ہیں۔ انہوں نے بہت سی کتابوں کو نہایت قیمتی جلدیں کروا رکھی ہیں۔ تقریباً پچاس سال تک وہ ان نایاب و کمیاب خزینوں کی مالا پروتے رہے۔ رنگ رنگ، چھوٹے بڑے، حسین و جمیل، ایک سے ایک عمدہ شاہکار ہیں۔

آخر وجہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہ ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ دے دیا جائے۔ ایک عجیب بات اس میں شاید یہ کسی کو معلوم نہیں مگر اس مرد قلندر نے کبھی اس انداز سے سوچا ہی نہیں۔ اس مادی اور جسمانی آرائشوں، زیبائشوں اور آسائشوں کے عہد میں ان کا وجود مبارک ہے کہ جب بڑے خوشحال اور نامور حضرات اپنے کتب خانوں کو قیمتاً فروخت کرتے ہیں اگر وہ چاہتے تو ان کا کتب خانہ بھی بہت اچھی رقم کے عوض فروخت ہو جاتا۔ لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں موجود کتب خانے ان کو معقول رقم پیش کر چکے تھے مگر وہ درویش خدا مست عجیب حسن طبع کے مالک ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے چیف لائبریرین صاحب اس عطیے کے سلسلے میں حکیم صاحب

کی گئی۔ جب معاملات طے پا گئے تو یونیورسٹی لائبریری کے ڈپٹی چیف لائبریرین محترمی سید جمیل احمد رضوی تقریباً تین ماہ تک اس کتاب خانہ کی تشریحی فہرست تیار کرتے رہے۔ جب یہ فہرست تیار ہو گئی تو ۲۲ دسمبر ۱۹۸۹ کو ۵۳۰۵ کتب پر مشتمل یہ ذخیرہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے حوالے کر دیا اور آج تک مسلسل لائبریری کو کتب ارسال کر رہے ہیں۔

محترم سید جمیل احمد رضوی ڈپٹی چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کا ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۱ کے مکتوب کا مندرجہ ذیل ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں وہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے نام اس خط میں تحریر کرتے ہیں۔

"اب تک اس ذخیرے میں کل کتب کی تعداد ۷ ہزار ۵ سو ساٹھ کے قریب (بشمول جلدیں و نسخے) ہے۔

ہم تہہ دل سے ممنون ہیں کہ آپ اپنے ذخیرہ کتب کے لئے کتابیں بھجواتے رہتے ہیں۔ اس طرح اس میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ آپ کو جان کر خوشی ہو گی کہ تحقیق کرنے والے اساتذہ اور طلبہ اس ذخیرے سے استفادہ کرتے ہیں دیگر محققین بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ ذخیرہ کتب علم کا نور پھیلانے میں مدد معاون ثابت ہو رہا ہے۔ کتاب کی خوشبو پھیل رہی ہے اور پڑھنے والوں کے اذہان روشن و معطر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔"

دسمبر کا مہینا' اتوار کا دن تھا۔ صبح کے نو بجے تھے۔ خوب سردی تھی۔ میں محترم حکیم صاحب کے مطب میں داخل ہوا تو محترمی سید جمیل احمد رضوی تشریف فرما تھے۔ گفتگو ہو رہی تھی چائے آئی۔ ہم سب نے مل کر چائے کا لطف اٹھایا۔

دو ویگنیں مطب کے باہر کھڑی تھیں۔ شاہ صاحب کے ساتھیوں نے کتابوں کے بنڈل اُٹھا کر مرتب انداز سے ویگنوں میں رکھنے شروع کر دیئے۔ تقریباً ایک گھنٹا میں یہ کام مکمل ہو گیا۔

حکیم صاحب اور راقم سیّد جمیل احمد رضوی کو الوداع کہنے کے لئے مطب سے باہر آئے۔ ان سے مصافحہ کرتے ہوئے اور کتاب خانہ کو الوداع کہتے ہوئے میں جذباتی ہو گیا۔ جیسے ہی کتابوں سے بھری ہوئی ویگنیں روانہ ہوئیں تو میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ محترم حکیم صاحب کی آنکھیں بھی نمناک تھیں۔ مگر وہ بہت باحوصلہ مرد درویش ہیں۔ انہوں نے جلد ہی اپنی جذباتی اور ہیجانی کیفیت پر قابو پا لیا۔ مگر میں بوجھل دل کے ساتھ مطب سے روانہ ہوا اور سوچتا رہا کہ اس گراں بہا سرمائے کو انہوں نے ساری زندگی میں تلاش و جستجو کے بعد فراہم کیا۔ اتنی آسانی سے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے ایک بے نظیر اور قابلِ تقلید مثال قائم کی ہے۔ کاش ہمارے سکالرز بھی ایسا کریں۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے بہت سے نامور اور ثقہ علماء، ادباء، محققین اور مورخین کی مایہ ناز کتب پر پیش لفظ، تقاریظ، تعارف مولف، تعارف کتاب اور مقدمات تحریر کیے۔ ان کی تعداد تقریباً سو کے قریب ہے۔

ان کتب اور ان کے مصنفین کے ناموں کی تفصیل یہاں پیش کی جا رہی ہے جو علمی اور تحقیقی کاموں میں مصروف سکالرز کے لئے مفید ثابت ہو گی۔

[illegible]

پنجاب یونیورسٹی لائبریری

قائد اعظم کیمپس

[illegible]

[illegible]

مکرمی جناب محمد صدیق صاحب !

السلام علیکم - [illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام -

بخدمت -
جناب محترم محمد صدیق صاحب ،
[illegible] لاہور ،
[illegible]

مخلص
(سید جمیل احمد رضوی)
[illegible] لائبریرین -

پیش لفظ، تقاریظ، آراء

مضمون کا عنوان	جس کتاب پر تحریر ہے مع نام مصنف	نام صاحب مضمون مع مترجم	مقام طبع	ناشر	سال طبع	صفحہ
پیش لفظ	تعلیم الاخلاق (?)	[illegible]	لاہور	[illegible]	۱۹۶۶	۳
[illegible]	〃	〃	〃	〃	〃	۸
[illegible]	[illegible] لاہور	〃	〃	[illegible]	〃	۱۱
پیش لفظ	[illegible]	[illegible]	گجرات	[illegible]	۱۹۶۳	۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]	لاہور	[illegible]	۱۹۶۳	۹
[illegible]	〃	〃	〃	〃	〃	۹
تعارف ([illegible])	[illegible]	[illegible]	گجرات	[illegible]	۱۹۶۵	۱
تعارف کتاب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	۳
تقریظ	[illegible]	[illegible]	گجرات	مکتبہ [illegible]	۱۹۶۸	۲
مقدمہ	[illegible]	[illegible]	کراچی	[illegible]	۱۹۷۰	۲۱
پیش لفظ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	۱۹۷۰	۳
تقریب	[illegible]	محمد اقبال مجددی	لاہور	[illegible]	۱۹۷۱	۳

مضمون کا عنوان	جس کتاب/مجلہ میں طبع ہوا	نام مرتب/مصنف/مدیر/مترجم	مقام طبع	پبلشرز	سال طبع	صفحات
پیش لفظ	تذکرہ شاہ سکندر کیتھلی	سید خورشید حسن بخاری	لاہور	میری لائبریری	۱۹۷۲	۴
پیش لفظ	مزارات بی بی پاک دامناں	میاں محمد بن کلیم	″	ادارہ عرفات جامعہ نعیمیہ	۱۹۷۲	۲
کتاب دے بارے میری رائے	ابدی آوازاں (پنجابی)	بشیر حسین ناظم	″	عزیز بکڈپو	۱۹۷۲	۲
تقریظ	صوفیائے نقشبند	حکیم سید امین الدین احمد	″	مقبول اکیڈمی	۱۹۷۳	۲
مقدمہ	شرح قصیدہ غوثیہ (اردو)	علامہ ابوالبرکات محمد عبدالمالک مترجم	″	نوری بکڈپو	″	۳۰
مقدمہ	کشف المحجوب	حضرت داتا علی ہجویری ترجمہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری	″	اسلامک بک فاؤنڈیشن	″	۵۹
حواشی	باغی ہندوستان	علامہ محمد فضل حق خیرآبادی، ترجمہ عبدالشاہد خاں شروانی	″	مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ	۱۹۷۴	
تعارف	حکایات گنج بخش	بشیر حسین ناظم	″	نوری بکڈپو	۱۹۷۵	۲
پیش لفظ	الطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس	حضرت شاہ ولی اللہ ترجمہ سید محمد فاروق القادری	″	المعارف	۱۹۷۵	۱۱
سخنہائے چند	سفیر حرم	ایم ایس ناز	″	تخلیق مرکز	۱۹۷۵	۵
گنج شائیگاں	انتخاب گنج شریف تالیف حضرت نوشہ گنج بخش	سید شرافت نوشاہی مرتب	″	دارالمورخین	۱۹۷۵	۱

مضمون کا عنوان	جس کتاب/مجلہ میں طبع ہوا	نام مرتب/مصنف/مؤلف/مترجم	مقام طبع	پبلشرز	سال طبع	صفحات
تقریب ے	تذکرہ اکابر اہل سنت جلد اول	محمد عبدالحکیم شرف مولوی	لاہور	مکتبہ قادریہ	۱۹۷۶	۵
پیش گفتار	بے مثل بشر	محمد اعظم نوشاہی	"	شرکت حنفیہ	۱۹۷۸	۴
پیش لفظ	مخزن برکات	رضاء المصطفیٰ چشتی	"	مکتبہ مخزن برکات	"	۳
تعارف کتاب	مکمل و مستند مجموعہ اوراد و وظائف چشتیہ	پیر غلام قادر اشرفی مرتب	لالہ موسیٰ	خانقاہ اشرفیہ	۱۹۷۹	۳
رائے (کتاب کے متعلق)	تدریس خطاطی	محمد اعظم منور رقم	لاہور	ندیم اعظم پبلشرز	۱۹۸۰	۱
تقریظ	تذکرہ حاجی حسین بخش نوشاہی	محمد لطیف نوشاہی	"	معارف نوشاہیہ	۱۹۸۰	۲
تعارف (کتاب)	سوانح بابا فریدالدین مسعود گنج شکر	وحید احمد مسعود	"	رضا پبلی کیشنز	۱۹۸۰	۵
تقریظ	اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث مترجم محمد سعید نقشبندی	"	فرید بک سٹال	۱۹۸۱	۳
تقدیم	یار کامل حضرت ابوبکر صدیق رض	حاجی محمد منیر قریشی	"	نذیر سنز پبلشرز	۱۹۸۲	۳
سخنانِ چند	سیاحِ لامکاں	سید قلندر علی سہروردی	"	ادارہ سہروردیہ	۱۹۸۳	۲
تاثرات	حیات فقیہ اعظم	ابوشاہد شبیر احمد ہاشمی	بصیر پور	انجمن حزب الرحمٰن	"	۲
تعارف	کشف و کرامات حضرت داتا گنج بخش	محمد نصیب	لاہور	ادارہ تعلیمات اسلامیہ گلبرگ	"	۲

ے یہ پیش لفظ حکیم صاحب نے بوجوہ واپس لے لیا ہے۔

مضمون کا عنوان	جس کتاب/مجلہ میں طبع ہوا	نام مرتب/مصنف مدیر۔ مترجم	مقام طبع	پبلشرز	سال طبع	صفحات
حضرت صدر المشائخ	مناقب صدر المشائخ	بزم مجددیہ عثمانیہ صدیقیہ (لاہور)	لاہور	بزم مجددیہ عثمانیہ صدیقیہ	۱۹۸۴	۵
ہدیہ تبریک	تعارف امام احمد رضا	مرتب عبد الغنی تائب	حافظ آباد	مجلس رضا	۱۹۸۴	۱
تعارف	ملہمات	حضرت قطب جمال ہانسوی ترتیب و تالیف سردار علی احمد	لاہور	انجمن فلاح و بہبود زائرین پاکستان	۱۹۸۵	۳
تقریظ	رد جبل مسئلہ مسمی بہ ضرب مجاہد	ابو الفیض محمد عبد الکریم ابدالوی چشتی	خانقاہ ڈوگراں	دار العلوم چشتیہ	۱۹۸۶	۱
تاثرات	شیخ المحدثین سید جلال الدین شاہ آف بھکھی شریف	ظہور احمد جلالی	گجرات	بھکھی شریف	۱۹۸۷	۱
سخنانِ چند	فیضانِ نور	میاں اخلاق احمد	کوٹ ادو	انجمن غلامان اولیاء	"	۲
تعارف	نظام اولیاء کرام	محمد نصیب	لاہور	ادارہ تعلیمات اسلامیہ	"	۱
سخنانِ چند	حضرت علی احمد صابر کلیری	عالم فقری لاہور	لاہور	فقری کتب خانہ	"	۱
رائے	تذکرہ عاشقِ رسول صوفی اللہ دتہ صاحب	شہزاد احمد	لاہور	ادارہ اشاعت العلوم	۱۹۸۷	۱
پیش لفظ	فضائل حضرت امیر معاویہؓ	قاضی غلام محمود ہزاروی	لاہور	"	۱۹۸۸	۲
کچھ باتیں کچھ یادیں	گستاخ رسول کی سزا قتل	علامہ سید احمد سعید کاظمی	"	مرکزی مجلس رضا	"	۸

مضمون کا عنوان	جس کتاب کے ساتھ طبع ہوا	نام مرتب / مصنف / مدیر / مترجم	مقام طبع	پبلشرز	سال طبع	صفحات
مینارِ یقین (مقدمہ)	روحانی شفاخانے	عبدالحق ظفر چشتی	لاہور	کرم پبلیکیشنز	۱۹۸۸	۲
سخنانِ چند	انوارِ قطبِ مدینہ	خلیل احمد رانا مرتب	″	مرکزی مجلس رضا	″	۳
تقدیم	تذکرہ حضرت پیر محمد صادق نقشبندی	میاں محمد دین کلیم	″	انتظامیہ دربار عالیہ	۱۹۸۹	۲
تقریظ	تذکرہ کریمیہ حضرت بابا کرم بخش قادری	بابا کرم شاہ قادری	فیصل آباد	کریمیہ بلڈنگ	۱۹۹۰	۱
تاثرات	ذکرِ رضا	محمد نور المصطفیٰ	خانقاہ ڈوگراں	مکتبہ رضویہ	۱۹۹۰	۲
پیش لفظ	تذکرہ خاندانِ چشت سیکر شریف	حکیم محمد حسین بدر چشتی مرحوم	ڈیرہ نواب	خانقاہ چشتیہ	″	۱
تقدیم	حضرت بی بی پاکدامن (تاریخ کے آئینے میں)	حفیظ اللہ خان منظر	لاہور	ادارہ ضیائے ادب	۱۹۹۰	۲
تلافیٔ مافات	ماہنامہ مہروماہ	فدا حسین فدا	لاہور	موچی گیٹ	۱۹۹۱	۱
اداریہ بعنوان ملکی سالمیت اور تخریبی کارروائیاں	ماہنامہ مہروماہ	فدا حسین فدا	″	″	″	۱
تاثرات	احوال و آثار مفتی عزیز احمد بدایونی	غلام اویس قرنی	لاہور	ادارہ معارف نعمانیہ	فروری ۱۹۹۱	۲
پیش لفظ	خوفِ خدا	قاضی غلام محمد بزداری	″	″	″	۲
تعارف	غذاؤں کے اثرات	حکیم محمد عبدالباسط چشتی	″	مکتبہ رفیق روزگار	″	۲
مؤلف اور تالیف	طبی مشورے	″	″	″	″	۳
تعارف	اکرام المشائخ البدر نسر	حکیم محمد افتخار حسین	ڈیرہ نواب	خانقاہ عالیہ چشتیہ	″	۲

مضمون کا عنوان	جس کتاب یا مجلہ میں طبع ہوا	نام مرتب / مصنف / مترجم / محقق	مقام طبع	پبلشرز	سال طبع	صفحات
تہنیت	ترجمہ قرآن کنز الایمان[1]	امام احمد رضا بریلوی	راولاکوٹ	مکتبہ رضا	۱۹۹۱	۱
پیش گفتار	عرفان حق	حکیم سید امین الحق قادری	لاہور	ادارہ معارف نعمانیہ	۱۹۹۲	۲
مقدمہ	تبلیغی جماعت کی حقیقت	ابو الحسنین سید عطا قادری	〃	〃	〃	۹
کلماتِ آغاز	نیرِ مشیر (در نظم پنجابی)	حکیم محمد عیسیٰ لاہوری	〃		جنوری ۱۹۹۳	۳
پیش گفتار	تذکرہ شعرائے وارثیہ	میاں عطاء اللہ ساگر وارثی	〃	وارثی مشن سمن آباد	اپریل ۱۹۹۳	۴
سخنہائے چند	گلزارِ قلندر	احمد یوسف اخلاق	بہاولپور	[illegible]	۱۹۹۳ء	۱۱
سخنہائے چند	رسالہ صاحبیہ (فارسی، اردو، انگریزی)	از شہزادی جہاں آرا (مرزا اقبال احمد مرتب)	لاہور	طاہر احمد ایڈووکیٹ لاہور	۱۹۹۳ء	۱

حکیم صاحب کی علمی اور ادبی تحقیقات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس درجہ شغف اور انہماک سے اپنی ذاتی صلاحیتوں کو اپنے تحقیقی کاموں میں سموتے ہیں۔ ایک سو سے زائد تحقیقی مقالات تحریر کر چکے ہیں جو ملک کے صفِ اوّل کے علمی و ادبی رسائل میں شائع ہو کر داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

یہاں ان کے مقالات و تصانیف کا مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

[1] اُردو ترجمہ قرآن (کنز الایمان) کی طباعت و اشاعت پر ناشرین کو مبارک باد۔

مقالات و مضامین

مضمون کا عنوان	جس کتاب یا مجلہ میں طبع ہوا	نام مصنف / مرتب / مدیر / مترجم	مقام طبع	پبلشرز	سال طباعت	صفحات
چائے اور قہوہ کے نقصانات	آب حیات ماہنامہ	طالب حق	بہاولپور	آبحیات	فروری/مارچ ۱۹۵۷	۳
مجربات حکیم محمد عالم آسی امرتسری	پیغام آیوروید ماہنامہ (یادگار نمبر)	ڈاکٹر رما شنکر	امرتسر		نومبر ۱۹۵۷	۱
اصطلاحات فن تکلیس	"	"	"		مئی ۱۹۵۷	۳
طب تجربہ	"	"	"		"	۲
مولانا مفتی عبدالرحمن (ہزاروی ثم امرتسری) قسط اول	فیض الاسلام ماہنامہ	محمد حسین عرشی	راولپنڈی	فیض الاسلام	ستمبر ۱۹۵۹	۵
قسط دوم	"	"	"	"	اکتوبر ۱۹۵۹	۴
ضبط تولید قرآن کی روشنی میں	پیام مشرق ماہنامہ	طالب حق	لاہور	پیام مشرق	دسمبر ۱۹۵۹	۹
مولانا غلام محمد ترنم	فیض الاسلام ماہنامہ	محمد حسین عرشی	راولپنڈی	فیض الاسلام	جنوری ۱۹۶۰	۵
ضبط تولید احادیث کی روشنی میں	پیام مشرق	طالب حق	لاہور	پیام مشرق	۱۹۶۰	۵
قابل توجہ پریس کا راج	پیام مشرق ماہنامہ	"	"	"	فروری ۱۹۶۰	۴

مضمون کا عنوان	جس کتاب یا جریدہ میں طبع ہوا	نام مصنف یا مرتب، مضمون نگار	مقام طبع	ناشر	سال اشاعت	صفحات
حضرت مولانا مفتی غلام رسول [illegible]	فیض الاسلام ماہنامہ	علامہ عرشی	راولپنڈی	فیض الاسلام	مارچ ۱۹۷۰	۶
شہداء توحید کا تاریخ کی روشنی میں	فیض الاسلام ماہنامہ	"	"	"	۱۹۷۰	۱۰
مولانا مفتی [illegible] علامہ مصطفیٰ [illegible]	"	"	"	"	جولائی ۷۰	۱۱
اساتذہ [illegible] بخاری [illegible]	ماہنامہ تبصرہ	جانباز مرزا	لاہور	ماہنامہ تبصرہ	اگست ۱۹۷۰	۵
سید برکت علی شاہ گیلانی	فیض الاسلام ماہنامہ	علامہ عرشی	راولپنڈی	فیض الاسلام	فروری ۷۲	۱۲
مولانا مفتی محمد حسن	"	"	"	"	"	۹
[illegible]	نقوش لاہور نمبر	محمد طفیل	لاہور	ادارہ فروغ اردو	۱۹۶۲	۴۰
[illegible] کشمیر	ادبی دنیا ماہنامہ	عبداللہ قریشی	"	ادبی دنیا	مارچ اپریل	۴۹
[illegible]	پیام مشرق	طالب حق	"	پیام مشرق	مارچ ۷۲	۵
شعر [illegible] قوانین [illegible]	معارف ماہنامہ	منشی عبدالرحمن شوق	"	معارف	۷۲	۲
مولانا غلام رسول [illegible]	فیض الاسلام	علامہ عرشی	راولپنڈی	فیض الاسلام	نومبر ۱۹۷۲	۵

مضمون کا عنوان	جس کتاب یا مجلہ میں طبع ہوا	نام مصنف و مرتب مدیر یا مترجم	مقام طبع	پبلشرز	سال طبع	صفحات
مولانا [illegible] عبید اللہ [illegible] علوم [illegible] القرآن	سہ ماہی [illegible]	ڈاکٹر [illegible] الحق	کراچی	[illegible]	جنوری ۱۹۴۳ء	۱۰
مولانا غلام اللہ قصوری (امرتسری)	فیض الاسلام	علامہ [illegible]	راولپنڈی	فیض الاسلام	فروری ۱۹۴۳ء	۲
لاہور کا ایک نامی مصنف "نامی"	سیارہ ماہنامہ نامی نمبر	ابو طاہر [illegible]	لاہور	سیارہ [illegible]	مئی [illegible] ۱۹۴۳ء	۳
حضرت مولانا [illegible] احمد [illegible] (قسط اول امرتسری)	فیض الاسلام	علامہ [illegible]	راولپنڈی	فیض الاسلام	مارچ ۱۹۴۳ء	۸
" " (قسط دوم)	"	"	"	"	اپریل ۱۹۴۳ء	۹
" " (قسط سوم)	"	"	"	"	مئی ۱۹۴۳ء	۵
" " (قسط چہارم)	"	"	"	"	جون ۱۹۴۳ء	۹
" " (قسط پنجم)	"	"	"	"	ستمبر ۱۹۴۳ء	۹
" " (قسط ششم)	"	"	"	"	اکتوبر ۱۹۴۳ء	۹
" " (قسط ہفتم)	"	"	"	"	نومبر ۱۹۴۳ء	۵
" " (قسط ہشتم)	"	"	"	"		

مضمون کا عنوان	جس کتاب / مجلہ میں طبع ہوا	نام مصنف / مرتب / مؤلف / مترجم	مقام طبع	پبلشر / ادارہ	سال طبع	صفحات
[illegible] بھگت سنگھ	رہنمائے تعلیم (بھگت سنگھ نمبر)	شیخ محمد اسماعیل، پانی پتی (مرتب) سردار [illegible] سنگھ [illegible]	دہلی	رہنمائے تعلیم	اکتوبر ۱۹۶۳ء	۲
مولوی فقیر محمد جہلمی	نقوش (آپ بیتی نمبر)	محمد طفیل	لاہور	ادارہ فروغ اردو	جون ۱۹۶۴ء	۲
شاہ محمد غوث	"	"	"	"	"	۴
حضرت مخدوم علی ہجویری	"	"	"	"	"	۴
شیخ عبدالحق محدث دہلوی	"	"	"	"	"	۹
مولانا حکیم سید عبدالحی (مصنف گل رعنا)	"	"	"	"	"	۳
صدر عالی قدر[1] مکتوب بنام صدر محمد ایوب خان	فیض الاسلام	علامہ عرشی	راولپنڈی	فیض الاسلام	نومبر ۱۹۶۵ء	۱
مولانا احمد رضا اور ان کے رفقاء کی سیاسی بصیرت	مشمولہ مقالات یوم رضا	قاضی عبدالنبی کوکب (مرتب)	لاہور	دائرۃ المصنفین	۱۹۶۸	۱۲
خاندانی منصوبہ بندی	ہفت روزہ ایشیا	نصر اللہ خاں عزیز	لاہور	ہفت روزہ ایشیا	مارچ ۱۹۶۶	۲
مولانا سید امیر علوی اجمیری	ماہنامہ ضیائے حرم		لاہور		جولائی ۷۲ء	۶

[1] اس مکتوب میں صدر ایوب کو یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ محکمہ اوقاف کی آمدنی و خارج پر نظر رکھی جائے

مضمون کا عنوان	جس کتاب یا رسالہ میں طبع ہوا	نام مصنف یا مرتب / مدیر یا مترجم	مقام طبع	پبلشرز	سال طبع	صفحات
شیخ العصر حضرت میاں علی محمد خان	الہام ہفت روزہ	مسعود حسن شہاب دہلوی	بہاولپور	الہام	فروری ۱۹۶۶	۲
بزرگ پیر و اکو ڈاکٹر فقیر محمد فقیر	مہر ماہ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر	ابو الطاہر فدا حسین فدا	لاہور	مہر ماہ	نومبر/دسمبر ۱۹۶۵	۳
محکمہ اوقاف کا محاسبہ کیجئے	فیضان، ماہنامہ	عطاء اللہ	لاہور	فیضان	۱۹۶۸	۱
ابو البیان محمد داؤد فاروقی امرتسری	نور الحبیب	محمد حب اللہ	بصیر پور ساہیوال	نور الحبیب پبلیکیشنز	۱۹۸۲	۳
حضرت مولانا محمد عالم آسی	استقلال ہفت روزہ	ظہور عالم شہید	لاہور	استقلال	۱۹۸۶	۲
افضلیت غوث اعظم	فیض الرسول	صاحبزادہ غلام القادر علوی	براؤں شریف بستی یوپی بھارت	فیض الرسول	دسمبر ۱۹۸۹	۲
میری دو غلطیاں	ہفت روزہ عثمان روڈ لاہور	اطہر محمود	لاہور	عثمان روڈ	اپریل ۹۰ء	۱
مادہ ہائے تاریخ دختر اکرام حسین چشتی	سہ ماہی اکرام المشائخ		ڈیرہ نو [illegible]		اپریل ۹۲ء	۱

تالیفات

حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تالیفات کی تعداد پانچ ہے جن کی تفصیل پیش کیجارہی ہے

نام کتاب	مقام طبع	پبلشرز	سال طباعت	صفحات
۱۔ اذکارِ جمیل (حالات سید برکت علی خلچیانوی)	لاہور	تعلیمی پرنٹنگ پریس	۱۹۶۳	۵۶
۲۔ مولانا غلام محمد ترنمؔ	〃	انجمن تبلیغ الاحناف	۱۹۷۱	۸۰
۳۔ ذکرِ مغفور (حالات حضرت سید مغفور القادری)	〃	مکتبہ مہر و ماہ	۱۹۷۲	۲۸
۴۔ سوانح مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری	منتظر طباعت			تقریباً ۱۰۰
۵۔ تذکرہ مشاہیرِ امرتسر	〃			تقریباً ۵۰۰

حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے تحریر کئے ہوئے مطبوعہ صفحات کی تعداد (علاوہ تبصرے) میری تحقیق کے مطابق تقریباً سات ہزار سے زائد ہے۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے

چند مکاتیب کا عکس جو انہوںؒ نے

جناب ملک شیر محمد خان اعوان مرحوم

(آف کالا باغ)

مصنف کتب کثیرہ کے نام تحریر کیے۔

۲۹ ۲/۷۷

۷۸۶

حضرت ملک صاحب مدظلہ

السلام علیکم و ر

خیریت موجبین نیک نصیب باد

آج ایک پرچہ الرحیم کا نظر نواز ہوا جس میں حضرت جناب میر کا نہایت دلچسپ مقالہ ذوق شوق سے دیکھا گیا ہے ۔ رسید سے مطلع کر رہا ہوں ۔

مجھے بابا جمعرات کو شہید اللہ شہید کے مزار پر تقریب ہوئی ۔ سر کو پیر صاحب چمر ا ... معروف کو ملی کہیے ۔ کرتی ہے کوئی ایسی چیز ملا جا کر ۔

تذکرہ علماء و مشائخ سرحد مصنفہ حضرت مولانا سید امیر شاہ صاحب سجادہ نشین یکہ توت پشاور در بیس ہزار ۵ روپیہ کو نہیں ملتا ۔ میرے پاس سے ہزار تھا ۔ جو وحید صاحب کو بھیج دیا گیا ۔ اب آپ

پشاور میں [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) حضرت [illegible]

پشاور شہر

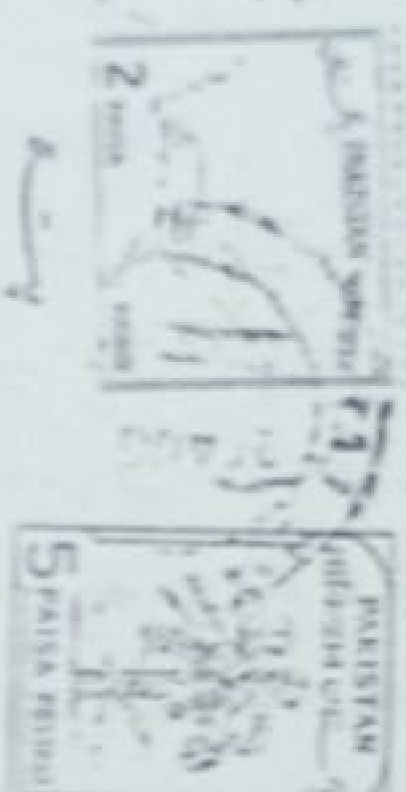
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والسلام [illegible]

[illegible]



۸۹۶

2 9/66

محترم عالی مقام ملک صاحب زاد لطفہ

سلام مسنون!

گرامی نامہ شرف صدور لایا — یاد فرمائی کا شکریہ!

آج "سید احمد شہید کی صحیح تصویر" روانہ کر دی گئی ہے۔ اسے بغور پڑھ کر اس کی اغلاط طبع سے مصنف کو براہ راست مطلع کیجئے — آپ کی بڑی مہربانی ہوگی — ناشرین کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے کتاب خوبصورت نہیں چھپ سکی۔ جس کا بے حد افسوس ہے۔ بہرحال طبع دوم کے وقت تلافی کر دی جائے گی۔

"کشف الاسرار" یقیناً حضرت داتا صاحب کے نام منسوب ہے۔ اور بڑی فضول کتاب ہے۔ میں نے نقوش آپ بیتی نمبر کے لئے حضرت داتا صاحب کی آپ بیتی مرتب کی تھی جو چھپ چکی ہے۔ آپ بیتی کے آخر میں لکھا ہے کہ کشف الاسرار منسوب اور گھٹیا کتاب ہے۔ ملاحظہ ہو نقوش آپ بیتی نمبر لاہور، و دیباچہ کشف المحجوب شائع کردہ نوری کتب خانہ لاہور — میرا ارادہ ہے کہ اس پر مفصل مضمون لکھوں۔ مگر فرصت نہ ملنے کی وجہ سے

ادارہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ خدا کرے کہ آپ اس بارے میں
تحقیقی چیز پیش کر سکیں۔

(۱) اس کتاب میں لفظ "نعیم جرارڈ" وغیرہ آئے ہیں۔ جو عہد
مغلیہ کی ایجاد ہیں۔ لہٰذا یہ یقینی بات ہے کہ یہ کتاب
دور مغلیہ کی پیداوار ہے۔

(۲) اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت داتا صاحب لاہور کے
حسام الدین نامی بزرگ کے پاس جایا کرتے تھے۔ اس بزرگ
کے متعلق تاریخ کچھ بھی نہیں بتاتی۔ پھر اسی ضمن میں
لکھا ہے کہ حسام الدین لاہوری نے داتا صاحب کو بتایا کہ
والدین کی قبر کو سجدہ کرنے کی اجازت احادیث سے ملتی ہے
بتایا جائے کہ وہ کون سی صحیح حدیث ہے۔ جس سے سجدۂ
قبور والدین کی اجازت ثابت ہے۔؟

(۳) کشف المحجوب اور کشف الاسرار کی عبارتوں میں زمین آسمان کا
فرق ہے۔

(۴) کشف الاسرار میں عربی جملے غلط لکھے ہوئے ہیں۔ داتا
صاحب ہرگز اس طرح کی غلطیاں نہیں کر سکتے تھے۔ وغیرہ
وغیرہ ۵ — والسلام محمد منور [illegible]

۷۸۶

[illegible]

محترم حافظ غلام ملک صاحب معظم

وعلیکم السلام۔ مزاج وہاج؟

گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ جناب نے لکھا ہے کہ بارہ مہینے آپ کی چلہ کشی سے کام کیا جائے گا۔ مطمئن رہیئے۔

ایک دیرینہ آرزو کی تکمیل کے لئے آپ کو تکلیف دینا چاہتا ہوں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی سوانح حیات لکھ دیجئے۔ اس سلسلے میں جملہ مواد فراہم کر دیا جائے گا بعد اعلیٰ حضرت کی تمام تصانیف مع ترجمہ کر دی جائیں گی۔ اگر آپ اظہار آمادگی فرمائیں تو میں مواد اکٹھا کرنا شروع کر دوں ــــ کتاب خوب صورت چھپوائی جائے گی ــــ اعلیٰ حضرت پر جو کتابیں آچکی ہیں وہ مناظرانہ رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ اس لئے عوام اور نئے تعلیم یافتہ لوگوں کو مطمئن نہیں کر سکتیں۔ اگر آپ دو چار سو صفحات کی کتاب لکھ دیں تو آپ کا دنیائے سنیت پر احسان عظیم ہوگا اور مسلک کی عظیم خدمت ہوگی۔ امید کہ آپ میری درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے۔

آپ کو اس عمر میں سے مصیبتیں جو اٹھانی پڑ رہی ہیں اس میں صبر کا اجر خدا عطا فرمائے گا ۔ خدا حافظ کی دعا [illegible] حقیقت یہ ہے کہ ایک خوشی ہو رہی ہے اور آپ کے گھر والوں آ رہی تھی کہ وقت اپنی آ گیا ۔ اور خدا نے اپنے منتظم بھی ان سب کو اس کام کو اس وقت تک یہ تشبیہ رکھنا چاہئے جب تک تکمیل نہ ہو جائے ۔

آپ کو یہ معلوم ہو کر بے حد خوشی ہوگی کہ مثنوی احمد شہید کی پہلی قسط ہر سو مقبول ہو رہی ہے اور خدمت کی توقع حدیث مکمل ہو گئی ہے ۔ صرف چالیس کا چھاپنا باقی رہ گیا ہے ۔ وحید احمد مسعود صاحب اس پر نظر ثانی کر رہے ہیں ۔ وسط نومبر میں دوسرے ایڈیشن کی تیاری شروع ہو جائے گی ۔

جواب کا منتظر

[illegible]

جناب وحید احمد مسعود صاحب رئیس شیخوپورہ ضلع بدایوں یو۔ پی۔ انڈیا ۔ کو اپنی ڈاک سے خبر دار مطلع کرتے رہیں اور اگر کوئی غلطی ہو تو اس سے بھی آگاہ کریں ۔

24 12/66

۷۸۶

محترم عالی مقام ملک صاحب مدظلہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ تشکر ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی۔ ۳۰ نیو کراچی ہاؤسنگ سوسائٹی

کراچی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام

[illegible] عفی عنہ

یہ کتاب جس میں محترمی طبیب دانش کی تمام مطبوعہ تحریروں کے عنوانات، جائے اشاعت، سن اشاعت اور صفحات کی مکمل تفصیلات کے ساتھ ان کے مختصر سوانحی حالات بھی موجود ہیں، بہت پہلے زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہوتی مگر بوجوہ دیر پر دیر ہوتی چلی گئی اور ثابت یہ ہوا کہ دیر آید ــــ درست آید ــــ کیونکہ اس عرصہ تاخیر میں برادر محترم سید جمیل احمد رضوی نے ان کے ذخیرہ کتب مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کی توضیحی اور تشریحی فہرست مکمل کر لی۔ یہ فہرست متعدد جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ جلد اوّل کو مغربی پاکستان اکیڈمی لاہور نے جون ۱۹۹۶ء میں شائع کر دیا ہے۔ جلد اوّل ۹۰۲ صفحات پر محیط ہے۔

محترمی سید جمیل احمد رضوی نے جلد اوّل کا تعارف بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے تحریر کیا ہے۔ اس تعارف میں انہوں نے ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا مکمل تعارف قلم بند کیا ہے۔ قارئین کے استفادے کے لئے اس تعارف کے مکمل متن کا عکس پیش خدمت ہے۔

◎

۷۸۶

فہرست ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری

(مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری)

(جلد اول)

مرتبہ

سید جمیل احمد رضوی

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور

تعارف

پنجاب یونیورسٹی پاکستان کی قدیم ترین یونیورسٹی ہے ۔ یہ ۱۸۸۲ء میں قائم ہوئی ۔ اس کی لائبریری وطن عزیز کا سب سے بڑا کتب خانہ ہے ۔ اس میں اس وقت کتابوں کی تعداد تین لاکھ ستر ہزار کے قریب ہے جن میں بیس ہزار سے زائد مخطوطات بھی شامل ہیں ۔ لائبریری میں سولہ ذاتی ذخائر کتب محفوظ ہیں ۔ ان ذخیروں کو یونیورسٹی نے خریدا یا بطور عطیہ لائبریری میں وصول ہوئے ۔ ان کی موجودگی سے اس کتب خانے کو جنوبی ایشیائی ممالک کے کتب خانوں میں ایک اہم مقام حاصل ہو گیا ۔ ان کے نام یہاں پر درج کیے جاتے ہیں ۔ ذخیرہ پرسیول ، ذخیرہ آزاد ، ذخیرہ شہاب الدین ، ذخیرہ پیر زادہ ، ذخیرہ کیفی ، ذخیرہ وولنر (Woolner) ، ذخیرہ شیرانی ، ذخیرہ اقبال ، ذخیرہ محبوب عالم ، ذخیرہ آذر ، ذخیرہ عشقی ، ذخیرہ روحی ، ذخیرہ یمین ، ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، ذخیرہ میاں محمد دین کلیم اور ذخیرہ پروفیسر عبدالقیوم (۱)

محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور کی ایک معروف اور نامور علمی شخصیت ہیں ۔ انہوں نے اپنا قیمتی اور قابل قدر ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ عنایت کر دیا ۔ یہ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۸ء کو لائبریری میں منتقل ہوا ۔ اس وقت زیر حوالہ ذخیرے میں کتب کی تعداد ۵،۳۲۲ تھی ۔ حکیم صاحب اپنے ذخیرے کے لیے مسلسل کتابیں بھجواتے رہتے ہیں جو اس میں شامل کر دی جاتی ہیں ۔ اب تک اس ذخیرے میں کتابوں کی کل تعداد ۱۰،۳۱۵ (بشمول جلدیں و نسخے) ہو گئی ہے ۔ اس ذخیرے کے وصول ہونے سے لائبریری میں گراں قدر اضافہ ہوا ہے ۔

سید محمد عبداللہ قادری حکیم صاحب کے ابتدائی حالات کے بارے میں لکھتے ہیں :

امرتسر کے مشہور عالم ، عارف اور ممتاز طبیب حکیم فقیر محمد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ (۱۸۹۳ء — ۱۹۵۲ء) بن حکیم نبی بخش چشتی امرتسری علیہ الرحمتہ کے ہاں پیدا ہوئے اور عربی صرف و نحو کی تحصیل مفتی عبدالرحمٰن ہزاروی مدرس مدرسہ نعمانیہ امرتسر سے کی ۔ پھر حضرت علامہ محمد عالم آسی (المتوفیٰ ۱۹۴۴ء) سے استفادہ کیا ۔ والد ماجد سے مثنوی مولانا روم کے پہلے دفتر سبقاً سبقاً پڑھے اور علم طب کی تحصیل کی (۲)

حکیم صاحب کی علم دوستی کے بارے میں سید شریف احمد شرافت نوشاہی نے لکھا

" ان (حکیم صاحب) کا مطب عالموں ، فاضلوں ، مورخوں ، مصنفوں ، محققوں ، ادیبوں ، شاعروں ، فلاسفروں اور پروفیسروں وغیرہ کا مرکز ہے پاکستان کے تمام بڑے شہروں کراچی ، حیدر آباد ، سکھی ، بہاولپور ، ملتان ، لائل پور ، لاہور ، گوجرانوالہ ، گجرات ، راولپنڈی ، پشاور وغیرہ کے اکابر اہل علم حضرات حکیم صاحب کے پاس آتے رہتے ہیں اور ان سے مستفید ہوا کرتے ہیں بلکہ دوسرے ممالک ہندوستان ، افغانستان ، ایران اور عرب کے عمائد بھی تشریف فرما ہوتے رہتے ہیں ۔ حکیم صاحب کی ذات محسن ملت ہے ۔ ہر ایک اہل علم کی بے لوث علمی مدد کرتے ہیں " (۳)

محترم حکیم صاحب جس طرح تحقیق کرنے والوں کی مدد کرتے ہیں ، اس کی تصویر جناب پروفیسر محمد صدیق نے ان الفاظ میں کھینچی ہے :

" وہ اگرچہ باقاعدہ تدریس تو نہیں کرتے مگر استاد الاساتذہ ہیں ۔ طلباء ، علم کے شایق اور سکالرز دور دور سے ان کے پاس آتے رہتے ہیں اور وہ ملکی اور غیر ملکی محققین جس موضوع پر کام کر رہے ہوتے ہیں ، اس کی مشکلات کے حل اور تلاش مواد کے متعلق خاطر خواہ معلومات سے مملو جاتے ہیں ، اپنے موضوع پر بحث کرتے ہیں اس کی الجھنوں کو سلجھاتے ہیں اور پھر انہیں اپنے مسائل کا حل مل جاتا ہے ۔ باتوں باتوں میں زیر بحث موضوع سے متعلق

جہاں جہاں اور جس جس کتاب یا رسالہ میں مواد موجود ہوتا ہے۔ اس کی ایک فہرست تیار ہو جاتی ہے۔ ان کا مطب نہ صرف جسمانی مریضوں کو شفا بخش ادویات فراہم کرتا ہے بلکہ متلاشیان علم کے لئے بھی مجرب نسخے تجویز کرتا ہے۔ جس سے وہ ہمیشہ کے لئے صحت یاب ہو جاتے ہیں" (۳)

ایک امریکی سکالر Arthur Frank Buehlar نے ۱۹۹۳ء میں ہارورڈ یونیورسٹی میں پی ایچ ۔ ڈی کا ایک مقالہ پیش کیا ۔ یہ پنجاب میں نقشبندی روحانی اتھارٹی ۱۸۵۷ء ۔۔ ۱۹۴۷ء کے بارے میں تھا ۔ اپنی تحقیق کے سلسلے میں وہ لاہور میں قیام کے دوران حکیم صاحب سے بھی راہنمائی لیتے رہے ۔ انہوں نے اپنے مقالے کے آغاز میں اظہار تشکر کے ذیل میں حکیم صاحب کا شکریہ ایک پیرے میں ادا کیا ہے ۔ اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ایک مغربی محقق حکیم صاحب کی علمی مدد کو کس انداز میں بیان کرتا ہے:

"میرے بشریاتی عملی تجربے کا سب سے بڑا حصہ نہ ختم ہونے والی اس تلاش و جستجو کا نتیجہ ہے جو مجھے صوفیانہ مواد کے لیے کرنا پڑی ۔ یہ مواد پاکستان بھر میں ذاتی اور عوامی ذخائر (کتب) میں بے ربط انداز سے بکھرا پڑا ہے کون سی کتب لکھی گئیں اور کہاں موجود ہیں ؟ ۔ یہ جاننے کے لیے مرکز حکیم صاحب کی شخصیت تھی جو دراصل کتابیاتی معلومات کا ایک زندہ خزانہ ہیں ۔ انہوں نے ہی اس تحقیق میں میری سب سے زیادہ راہنمائی کی ۔ بہت سے لوگوں کے لیے حکیم صاحب ایک صوفی ہیں جن کا پیشہ (یونانی) طبابت ہے ۔ میں ہفتے میں ایک بار ان کے مطب میں حاضری دیتا جہاں وہ فاضل سکالروں اور مصنفین کے ملے جلے سامعین کے درمیان مسند صدارت پر جلوہ افروز ہوتے اور اس کے ساتھ ساتھ مریضوں کی ایک قطار مطب میں داخل ہوتی اور چلی جاتی ۔ جاری علمی گفتگو اور نسخہ نویسی کے دوران وہ مجھے لاہور شہر کے قرب وجوار میں کتابیں تلاش کرنے کے لیے دس (بہت سے) کام بتا دیتے ۔ جب میں

یہ کام مکمل کر لیتا، تو ان کو جا کر بتاتا - وہ کئی اور کام مجھے تفویض کر دیتے۔ اگرچہ میں نے شروع میں اس طریق کار کو پسند نہ کیا - کیونکہ میں کم علمی کی وجہ سے کتابوں کے بارے میں ہی سوچتا - انجام کار میں ایسے مقامات پر گیا جہاں میں دوسری صورت میں کبھی نہ جاتا - جیسے قرآنی مکاتب، مساجد اور جہاں تک کہ کپڑے کی دکان بھی - اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ میں ان کتب کو نہ پاتا جن کی وہاں ملنے کی امید ہوتی، تاہم اس دوران میں نے پاکستانی کلچر اور مذاہب کے بارے میں بہت کچھ جان لیا" (۵)

حکیم صاحب کی شخصیت کے علمی پہلو اور کتابوں کی جمع آوری کے بارے میں راقم السطور نے اپنے ایک مقالے میں لکھا:

علمی دنیا میں حکیم صاحب کی علم دوستی اور معارف پروری معروف ہے - کتاب کے ساتھ محبت ان کا طرۂ امتیاز ہے - کتاب کی مفت تقسیم ان کا شعار ہے - تصنیف و تالیف کا کام کرنے والوں کی مدد اور راہنمائی ان کا معمول ہے - ان کے مطب میں جہاں جسمانی عوارض کے مریض دوائی لینے کے لیے آتے ہیں - وہاں علمی پیاس بجھانے والے بھی کثیر تعداد میں آتے ہیں - کتابوں کی جمع آوری اور حفاظت حکیم صاحب کا محبوب مشغلہ ہے - یہ ان کو وراثت میں ملا ہے ان کے والد ماجد فخر الاطباء حکیم فقیر محمد چشتی امرتسری (المتوفیٰ ۱۹۵۲ء) کا امرتسر میں مرجع خلائق مطب تھا - بقول حکیم صاحب مرحوم کا کتابوں کو جمع کرنے کا ذوق علم طب اور تصوف کے موضوعات سے متعلق تھا ان علوم پر انہوں نے قریباً چار ہزار کتابیں امرتسر میں جمع کر رکھی تھیں حکیم صاحب کے بڑے بھائی (حکیم غلام قادر صاحب المتوفیٰ ۱۹۷۵ء مدفون ملتان) کا ذوق ہمہ جہتی تھا - انہوں نے بیس ہزار کے قریب کتابیں جمع کی تھیں - اس طرح امرتسر میں ان کے پاس چوبیس ہزار کے قریب

کتابوں کا ذخیرہ تھا ۔ یہ سب کتابیں امرتسر میں فسادات کے زمانے ۱۹۴۷ء میں ضائع ہو گئیں ۔ جس مکان میں کتب رکھی تھیں ، اس کو بلوائیوں نے آگ لگا دی تھی ۔ اس طرح یہ قیمتی علمی سرمایہ ضائع ہو گیا (۶)

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان پر آپ امرتسر سے ہجرت کر کے لاہور آ گئے ۔ کتابوں کی جمع آوری کا کام جاری رہا ۔ جس کے نتیجے میں ایک بہت قابل قدر ذخیرہ جمع ہو گیا ۔ حکیم صاحب نے یہ گراں قدر اثاثہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دینے کے لیے راقم کے نام ایک مکتوب مورخہ ۲۲ جون ۱۹۸۹ء ارسال کیا ۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا:

"میں اپنی تمام کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو تحفۃً دینا چاہتا ہوں ۔ آپ کا ادارہ مجھے کیا کیا مراعات دے گا اور کیا میرے نام پر کلیکشن قائم ہو گا ؟ براہ کرم جواب سے سرفراز فرمائیں" ۔

نوٹ: "باقاعدہ کارروائی کا طریق کار بھی تحریر فرمائیں" (۷)

اس پیشکش کے متعلق چیف لائبریرین سے مشورہ کیا گیا ۔ ان کے مشورے کے مطابق راقم ۱۸ جولائی ۱۹۸۹ء کو حکیم صاحب سے بات چیت کرنے کے لیے ان کے مطب میں حاضر ہوا ۔ اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو ہوئی ۔ اس کی تحریری رپورٹ چیف لائبریرین کو ۲۳ جولائی ۱۹۸۹ء کو پیش کی گئی ۔ نتیجۃً حکیم صاحب کو ۱۹ اگست ۱۹۸۹ء کو مکتوب نمبر ڈی / ۶۹۸ / ایل ارسال کیا گیا ، جس میں ان کی شرائط کو تسلیم کر لیا گیا ۔ اس کے مطابق شرائط درج ذیل ہیں:

1 ۔ "اس ذخیرے کو آپ کے نام سے منسوب کر کے الگ رکھا جائے گا ۔

2 ۔ آپ ضرورت کے وقت اس کو استعمال کر سکیں گے ۔ آپ کو لائبریری کی رکنیت دی جائے گی اور حسب ضابطہ کتابیں بھی جاری کی جائیں گی ۔

3 ۔ ذخیرہ تحقیقی کی طرح اس ذخیرے کے نام کی ایک سلپ چھپوا کر کتابوں

پر مہیا کی جائے گی۔

۸ - آپ کی خواہش ہے کہ آپ کسی کو نامزد کریں گے تاکہ وہ صاحب آپ کے بعد ذخیرے کو دیکھ سکیں۔ ہمیں اس سے بھی اتفاق ہے"(۸)

اس کے جواب میں حکیم صاحب نے ایک چٹھی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۸۸ کو ارسال کی جس میں تین شرائط کو وضاحت کے ساتھ تحریر کیا۔ ان میں سے تیسری شرط اور بالا نمبر آٹھ کی شرط کی وضاحت ہے۔ اس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"میرے بعد جناب صاحبزادہ میاں زین احمد صاحب ولد میاں نور الدین صاحب بازار داتا صاحب لاہور اور قاضی صلاح الدین قادری ولد جناب قاضی سراج الدین مرحوم شاہ کمال کالونی اچھرہ لاہور میرے ذخیرہ کو دیکھنے کے مجاز ہوں گے"(۹)

چیف لائبریرین کی طرف سے حکیم صاحب کو مکتوب نمبر ای / ۸۸۰ / ۱ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۸ء بھیجا گیا جس میں ان شرائط کو قبول کرنے کے بارے میں تحریر کیا گیا اور فہرست سازی کا کام شروع کرنے کے متعلق بھی لکھا گیا۔ الفاظ یہ تھے

"سید جمیل احمد رضوی ڈپٹی چیف لائبریرین آپ کے پاس آئیں گے تاکہ اس ذخیرے کی فہرست سازی کے بارے میں مشورہ کیا جائے اور باہمی مشورے کی روشنی میں یہ کام شروع کیا جاسکے"(۱۰)

حکیم صاحب سے مشورے کے بعد فہرست سازی کا کام ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو شروع کیا گیا جو ۲۲ دسمبر ۱۹۸۸ء تک جاری رہا۔

اس ذخیرے میں عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور انگریزی کی کتب شامل ہیں۔ چند کتابیں سندھی پشتو اور ترکی زبان میں بھی ہیں۔ زیرِ نظر ذخیرہ تصوف، سوانح (انفرادی و اجتماعی) تاریخ، پاکستان اور تحریک پاکستان، ادبیات اور طب کے

موضوعات پر مشتمل ہے۔ اسلامی علوم ...... قرآنیات، حدیث، فقہ، سیرت (مثلاً میلاد پاک) اور نعت پر بھی کتب موجود ہیں۔ اس میں اخلاق اور تصوف پر نہایت وقیع اور قابل قدر کتب محفوظ ہیں۔ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے تذکرے کا ذخیرہ بہت مستحکم ہے۔ پرانے رسائل و جرائد بھی اس کا حصہ ہیں۔ کتابوں کے کئی نسخے ایسے ہیں جو کمیاب اور نایاب کے زمرے میں آتے ہیں۔ ان کے علاوہ ذخیرے میں مختلف موضوعات پر مخطوطات اور کتابچے نہایت احتیاط سے محفوظ کیے گئے ہیں (۱۱)

اس ذخیرے میں ۱۵۵ کے قریب مخطوطات شامل ہیں۔ چند مخطوطات کی عکسی نقول بھی اس کا حصہ ہیں۔ "زبدۃ المطالب" کا قلمی نسخہ ان قلمی کتب میں شامل ہے اس کی اہمیت کے بارے میں حکیم صاحب نے راقم کے نام ایک مکتوب ۲۲ جنوری ۱۹۹۷ء کو تحریر کیا

"اس قسط میں زبدۃ المطالب قلمی ارسال ہے۔ یہ ۱۲۷۱ھ کا قلمی نسخہ ہے۔ آج تک یہ کتاب چھپی نہیں اور نہ ہی اس کا ترجمہ ہوا ہے۔ قلمی نسخے بھی بہت کم لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔ فہرست بناتے وقت اس کی اہمیت کو واضح فرما دیں" (۱۲)

اسی طرح حکیم صاحب نے ۲۲ نومبر ۱۹۹۷ء کو قرآن مجید کا ایک قلمی نسخہ اپنے ذخیرے کے لیے بھجوایا۔ اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی میرے نام ارسال کیا:

"ایک قرآن مجید قلمی بدست سید سرفراز علی زیدی صاحب ارسال ہے یہ قیمتی سرمایہ میرے کلکشن میں شامل فرما کر اس کی توقیر بڑھا دیں" (۱۳)

میں نے حکیم صاحب کو اس نسخے کی وصولی کی اطلاع ۲۵ نومبر ۱۹۹۷ء کو بذریعہ خط دی۔ اس کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

"سرفراز علی زیدی صاحب کے ہاتھ بھیجا ہوا قرآن مجید قلمی وصول ہو گیا ہے۔ اس کو آپ کے ذخیرے میں شامل کر دیا جائے گا۔ اس میں

کوئی شک نہیں کہ "کلام اللہ" کے شامل کرنے سے ذخیرے کی توقیر بڑھ جاتی ہے۔ آپ نے اس حقیقت کو کس خوبصورت انداز سے بیان کیا ہے۔ ہم اس کرم فرمائی کے لئے بے حد ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے" (۱۴)

ذخیرے کی لائبریری میں منتقلی سے پہلے اس کی فہرست سازی کا کام راقم السطور نے کیا۔ کتابوں پر سلسلہ نمبر لگانے اور ان کے پیکٹ باندھنے کے لیے عملے کے دو ارکان نے میری مدد کی۔ یہ کام حکیم صاحب کے مطلب (واقع ۵۵ ریلوے روڈ، لاہور) کی بالائی منزل میں قریباً باون روز جاری رہا۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۹ء تک ۲۶۸ پیکٹ تیار ہوئے۔ اسی روز ان کو دو ویگنوں کے ذریعے لائبریری میں منتقل کرنے کا انتظام کیا گیا۔ جب کتابیں لے کر ہم مطب سے چلنے لگے، تو اس وقت جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی اور پروفیسر محمد صدیق صاحب بھی مطب میں موجود تھے۔ حکیم صاحب اور ان دو دانشوروں نے ہمیں رخصت کیا۔ اس قیمتی عطیہ کے لیے میں نے حکیم صاحب کا بہت شکریہ ادا کیا اس وقت محترم پروفیسر محمد اقبال مجددی نے کہا "پوری قوم حکیم صاحب کی ممنون ہے کہ انہوں نے اپنا کتب خانہ قوم کے حوالے کر دیا"۔ جناب پروفیسر محمد صدیق نے کہا "اس طرح کے کام درویش ہی کر سکتے ہیں" (۱۵)

محترم پروفیسر محمد صدیق نے اپنے ایک مقالے میں اس کی تصویر کشی اس طرح کی ہے:

دسمبر کا مہینہ، اتوار کا دن، صبح کے نو بجے تھے۔ خوب سردی تھی۔ میں محترم حکیم صاحب کے مطب میں داخل ہوا تو سید جمیل احمد رضوی تشریف فرما تھے۔ گفتگو ہو رہی تھی، چائے آئی۔ ہم سب نے مل کر چائے کا لطف اٹھایا۔ دو ویگنیں مطب کے باہر کھڑی تھیں۔ شاہ صاحب کے ساتھیوں نے کتابوں کے بنڈل اٹھا کر مرتب انداز سے ویگنوں میں رکھنے شروع کر دیے، قریباً ایک گھنٹے میں یہ کام مکمل ہو گیا۔

حکیم صاحب ، راقم ، سید جمیل احمد رضوی کو الوداع کہنے کے لئے مطب سے باہر آئے ۔ ان سے مصافحہ کرتے ہوئے اور کتاب خانے کو الوداع کہتے ہوئے میں جذباتی ہو گیا جیسے ہی کتابوں سے بھری ہوئی ویگنیں روانہ ہوئیں تو میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے ۔ محترم حکیم صاحب کی آنکھیں بھی نمناک تھیں مگر وہ بہت باحوصلہ مرد درویش ہیں ۔ انہوں نے جلد ہی اپنی جذباتی اور ہیجانی کیفیت پر قابو پالیا ۔

مگر میں بوجھل دل کے ساتھ مطب سے روانہ ہوا اور سوچتا رہا کہ اس گراں بہا متاع کو انہوں نے ساری زندگی میں تلاش و جستجو کے بعد فراہم کیا ، اتنی آسانی سے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے حوالے کر دیا ۔ انہوں نے ایک بے نظیر اور قابل تقلید مثال قائم کی ہے ۔۔۔ کاش ہمارے سکالرز بھی ایسا کریں (۱۶)

فہرست سازی کے آغاز میں ہر اندراج میں درج ذیل معلومات فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا:

ا ۔ (کتاب کے) مصنف / مؤلف کا نام

ب ۔ عنوان کتاب

ج ۔ مقام اشاعت

د ۔ ناشر / مطبع

ہ ۔ سال اشاعت

و ۔ تعداد صفحات یا مجلدات

ز ۔ زبان

ح ۔ وضاحتی / معلوماتی نوٹ اگر ضروری ہو (۱۷)

یہ فہرست اس وقت دو جلدوں اور چند صفحات پر مشتمل ہے ۔ دونوں جلدوں کے عنوان وار اشاریے بھی بنا دیے ہیں ۔ اس فہرست کی دو عکسی نقول مجلد

صورت میں لائبریری میں محفوظ ہیں ۔ اسی طرح دونوں اشاریوں کی عکسی نقول بھی مجلد صورت میں لائبریری میں رکھی ہوئی ہیں ۔ ان کی مدد سے کسی مطلوبہ کتاب کا سلسلہ نمبر فوراً معلوم ہو جاتا ہے ۔ سلسلہ نمبر کے لحاظ سے کتب کو الماریوں میں رکھا گیا ہے ۔ اس انتظام سے ذخیرے کی کسی بھی کتاب کو فوری طور پر الماری سے نکالا جا سکتا ہے ۔ اس طرح ذخیرے کی باقاعدہ درجہ بندی اور فہرست سازی سے ایسا انتظام فراہم ہو گیا ہے جس سے قارئین کو کتاب کی تلاش میں کوئی دقت پیش نہیں آتی ۔

فہرست سازی کے دوران حکیم صاحب سے علمی باتیں بھی ہوتی تھیں ۔ وہ بعض کتابوں کے نسخوں کے بارے میں اہم معلومات فراہم کرتے رہتے تھے ۔ بعض اوقات وہ اپنے قلم سے کتاب کے شروع میں کوئی اہم نوٹ لکھ دیتے تھے ۔ جو کتابیں ۲۳ دسمبر ۱۹۸۹ء کے بعد لائبریری میں وصول ہوتی رہیں ، ان میں سے بعض کتب پر حکیم صاحب کے قلم سے مفصل یا مجمل نوٹ ملتے ہیں ، جو اس کتاب کے بارے میں مفید معلومات پر مشتمل ہوتے ہیں ۔ ان کی تفصیل میرے زیر حوالہ مضمون " ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کتابوں کی کہانی ، حکیم صاحب کی زبانی " مشمولہ سہ ماہی خبرنامہ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (پنجاب) ، لاہور ، جلد ۲ (۱۹۹۲ء) میں دیکھی جا سکتی ہے ۔ اس میں سے تحریک پاکستان کے موضوع پر دو کتابوں کے متعلق وضاحتی نوٹ درج کیے جاتے ہیں ۔ ان کے مطالعہ سے ان کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ پہلے کتاب کا اندراج ہے اور اس کے ساتھ وضاحتی نوٹ مع شمارہ فہرست درج کیا گیا ہے :

حبیب احمد چودھری ۔ علامہ اقبال ، قائد اعظم ، پرویز ، سید ابوالاعلیٰ مودودی اور تحریک پاکستان ۔ فیصل آباد : رفیق احمد ، ۱۹۸۱ء ۔ ۹۲۸ ص ۔ (اردو)

اس کتاب کے حوالہ سے ایک روز حکیم صاحب نے بتایا کہ ایک بار چودھری حبیب احمد مرحوم (۱۹۱۹ء ۔ ۱۹۸۰ء) ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے ، لیکن اس کو چھپوانے کی بساط نہیں ۔ حکیم صاحب نے کہا کہ آپ کام شروع کریں ۔ اس کے ساتھ ہی اشاعت کے سلسلے میں مالی تعاون کے لئے ایک

خاص رقم ان کی خدمت میں پیش کی ۔ حکیم صاحب کے کہنے پر محترم میاں جمیل احمد شرقپوری نے بھی اس کام کے لئے مالی تعاون کیا ۔ اس طرح انہوں نے کتاب کی اشاعت کا کام شروع کروایا ۔ یہ کتاب چوہدری حبیب احمد مرحوم کی وفات کے بعد ان کے بیٹے جناب رفیق احمد نے شائع کروائی ۔ مرحوم وفات سے پہلے اپنی اولاد کو بتا گئے کہ اس سلسلے میں کس کس نے تعاون کیا ہے ۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد مرحوم کے فرزند کتاب لے کر حکیم صاحب کے پاس آئے ۔ آپ نے کہا کہ اس کی قیمت بتائیں ۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپ کی رقم تو پہلے ہی آ چکی ہے ۔ اس کتاب کے دو نسخے محترم میاں جمیل احمد شرقپوری کے لئے بھی دے گئے اور کہا کہ ان کی رقم بھی آ چکی ہے ۔ یہ واقعہ سنانے کے بعد حکیم صاحب نے فرمایا کہ چوہدری حبیب احمد بہت کام کے انسان تھے ۔ ان میں لکھنے کی بہت صلاحیت تھی ۔ لیکن افسوس ان کی قدر نہ کی گئی اور ان کی صلاحیتوں سے استفادہ نہ کیا گیا ۔ حکیم صاحب نے بتایا کہ چوہدری حبیب احمد مرحوم بہت مہربان تھے ، جب بھی فیصل آباد سے لاہور آتے ، ان کو ضرور مل کر جاتے ۔
(شمارہ ۱۹۹۳)

عبدالقدیر ، محمد ۔ ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام ۔ علی گڑھ : مطبع مسلم یونیورسٹی ، ۱۹۲۵ء ۔ ۵۸ ص ۔ (اردو)

• اس میں ذبح و قربانی کے متعلق نہایت تحقیق کے ساتھ عقلی ، نقلی اور اقتصادی پہلوؤں سے بحث کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمان اس شرعی حق سے جو شعائر اللہ میں داخل ہے ، کسی ملکی مصلحت سے یا خیالی نفع کی توقع پر دست بردار نہیں ہو سکتے • (سرورق)

اس کتاب کے شروع میں محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے ایک جسوط نوٹ تحریر کیا ہے جس میں اس کتاب کے اصل مصنف کی نشاندہی کی گئی ہے ۔ اس نوٹ کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے :

• جناب محمد مقتدیٰ خاں شروانی مرحوم (علی گڑھ) نے پیش نظر رسالہ

(ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط گاندھی کے نام) جناب عزیز بلگرامی کے صاحب زادے مقیم کوئٹہ (پاکستان) کی معرفت احقر کو بھجوایا اور خود لکھا کہ اس رسالہ کے حقیقی مصنف جناب عزیز الدین بلگرامی (علی گڑھ) ہیں۔ لیکن سرکاری ملازمت کے باعث انہوں نے اپنے بھائی محمد عبدالقدیر کے نام سے طبع کرایا تھا (ملخصاً) ۔ شروانی مرحوم اور بلگرامی صاحب دونوں تحریک خلافت اور گاندھی کے سخت مخالف تھے اور ایک ہی شہر کے باشی بھی۔ لہذا ان کی معلومات بالکل صحیح ہیں" ۔

" افسوس تو اس بات کا ہے کہ ایک ذی علم نے اس نادر تحریر کو تحریک خلافت کے راہنما مولوی محمد عبدالقدیر بدایونی کی تصنیف قرار دیا ہے ۔ یہ سہو ان سے اس لئے سرزد ہوا ہے کہ اولاً تو یہ رسالہ (غالباً ۱۹۲۰ء) نظامی پریس بدایوں کے ترجمان اخبار " ذوالقرنین " میں بالاقساط شائع ہوتا رہا ہے ۔ پھر اس ادارے نے کتابی صورت میں بھی چھاپا ۔ دوسری بار علی گڑھ سے طبع ہوا۔ مگر اس حقیقت کو سامنے نہیں رکھا گیا کہ مولوی عبدالقدیر بدایونیؒ مرحوم خلافتی ہونے کے باعث ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے " ۔

اس نوٹ کا آخری حصہ بہت اہمیت کا حامل ہے ۔ " بہرحال تحریک پاکستان پر کام کرنے والے حضرات کو اس تاریخی دستاویز کو سامنا رکھنا چاہیے ۔ نیز اس طرف توجہ کرنا چاہیے کہ فاضل مؤلف نے تقسیم کا جو نقشہ ۱۹۲۰ء میں پیش کیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں قریباً وہی نقشہ پاکستان کی صورت میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا" ۔

" اس حساس اور دور اندیش مؤلف کی دوسری تالیف " ابلیس کا خطبہ صدارت " کے نام سے موسوم ہے جس میں گاندھی ازم پر تنقید کی گئی ہے " (شمارہ ۳،۴)

تحقیق کرنے والے اس ذخیرے کے وسائل کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں ۔ چونکہ یونیورسٹی کسی ملک میں تعلیم و تحقیق کا سب سے اعلیٰ ادارہ ہوتی ہے اس لیے وہاں پر تحقیق کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں ۔ لائبریری میں عملی مشاہدے کی بنا پر

کہا جا سکتا ہے کہ طلبہ، اساتذہ اور محققین اس ذخیرے سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ راقم نے حکیم صاحب کو ایک مکتوب ۳ اگست ۱۹۹۲ء کو ارسال کیا تھا۔ اس کا ایک اقتباس نیچے درج کیا جاتا ہے۔ یہ ذخیرے کے وسائل کے استعمال پر روشنی ڈالتا ہے۔

"یہ امر آپ کے لیے باعث اطمینان ہو گا کہ ایم۔ اے، ایم۔ فل اور پی ایچ۔ ڈی کے امیدوار طلبہ و طالبات اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ فہرست کی موجودگی سے ذخیرے کے وسائل کا استعمال آسانی سے ہو جاتا ہے۔ علوم شرقیہ کی مختلف شاخوں میں تحقیق کرنے کے لیے اس کا استعمال ضروری ہو جاتا ہے۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ جو معلومات لائبریری کے دوسرے وسائل سے فراہم نہیں ہوتیں، وہ آپ کے ذخیرے میں موجود وسائل سے مل جاتی ہیں۔ آپ نے جس دقت نظر اور گہرے علمی شعور کے ساتھ ان کتابوں کو جمع کیا ہے، یہ اس کے ثمرات ہیں جو سامنے آ رہے ہیں۔ آپ کی توجہ سے اس ذخیرے کی مسلسل نشو و نما ہوتی رہتی ہے جو اس کی افادیت میں اضافہ کرتی رہتی ہے۔"

"اگر تعلیم کسی قوم کی تعمیر میں بنیادی کردار کرتی ہے، تو کتابیں اس عمل کو پورا کرنے اور آگے بڑھانے کے لئے آلات (Tools) کا کام دیتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ "ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری" ان قیمتی اور گرانقدر آلات سے مالا مال ہے جن کو استعمال کرنے والے خود کو زیور تعلیم و تحقیق سے آراستہ کرتے ہیں۔" (۱۹)

اس فہرست کی جلد اول میں ۹،۵۰۷ کے قریب کتابیں شامل ہیں (بشمول جلدیں و نسخے)۔ ۱۹۹۰ء میں محترم ڈاکٹر وحید قریشی، معتمد عمومی، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور نے اس کو شائع کرنے کا وعدہ کر لیا تھا، لیکن مالی وسائل کی کمی اس کی اشاعت میں مانع رہی۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب سے بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ آخر انہوں نے جون ۱۹۹۳ء میں ایک حد تک مالی وسائل پیدا کرنے کا مشورہ دیا۔ صاحبزادہ میاں زبیر احمد علوی گنج بخشی قادری ضیائی فہرست کی اشاعت میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ جب ان سے اس بارے میں بات چیت ہوئی، تو انہوں نے ذمہ داری قبول کر لی کہ

اگر اکیڈمی اس فہرست کو جلد شائع کر دے، تو وہ ایک معین مالیت کے مطبوعہ کتاب کے نسخے خرید لیں گے۔ اس سلسلے میں انہوں نے یادداشت کے طور پر ۴ جولائی ۱۹۹۴ء کو ڈاکٹر صاحب کو ایک خط بھی لکھ دیا۔ اسی دوران اکیڈمی کے امور کی نگرانی کے فرائض پروفیسر محمد اسلم صاحب کو تفویض کر دیے گئے۔ چنانچہ پروفیسر صاحب سے اس کی جلد اشاعت کے بارے میں بات ہوئی۔ انہوں نے از راہ کرم اس کی کمپوزنگ شروع کروا دی۔ ان کی ذاتی توجہ سے اس فہرست کی اشاعت ممکن ہوئی۔

ہم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب اور پروفیسر محمد اسلم صاحب دونوں کے ممنون ہیں کہ اول الذکر نے زیر حوالہ فہرست کو شائع کرنے کا وعدہ کیا اور مؤخر الذکر نے اس کو عملی جامہ پہنایا۔ محترم صاحبزادہ میاں زبیر احمد علوی گنج بخشی قادری ضیائی کے بھی سپاس گزار ہیں کہ انہوں نے اس کی اشاعت کے لیے ایک حد تک مالی وسائل پیدا کرنے کے لیے اکیڈمی کے ساتھ دست تعاون بڑھایا۔ خداوند عالم ان کو جزائے خیر عطا کرے۔ لائبریری کے مستعد کارکن مسعود الحسن بٹ صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ وہ حکیم صاحب کے مطب سے کتابوں کے پیکٹ اٹھا کر لاتے ہیں اور لائبریری پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح سید سرفراز علی زیدی صاحب اور محترم محمد ریاض ہمایوں سعیدی قابل ستائش ہیں کہ حکیم صاحب گاہے گاہے ان کی وساطت سے بھی کتابوں کے پیکٹ لائبریری میں بھجواتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اجر عطا کرے۔ اس فہرست کا آخری حصہ "اشاریہ عنوانات" پر مشتمل ہے۔ اشاریے کی تدوین کے دوران کارڈوں کو ترتیب دینے اور ان کو کاغذوں پر چسپاں کرنے میں عزیز عقیل احمد سلمہ نے میری مدد کی۔ خداوند عالم عزیز کو اپنی نعمتوں سے نوازے۔ اکیڈمی کے کارکن محترم محمد اویس قریشی کی کوشش بھی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے کمپیوٹر پر کتاب کی کمپوزنگ خود بھی کی اور باہر سے بھی کروائی۔

حواشی

۱ - ان ذخیروں کی تفصیل کے لیے درج ذیل مقالے سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔

سید جمیل احمد رضوی ، "پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ذاتی ذخائر کتب" ، مشمولہ سہ ماہی خبرنامہ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (پنجاب) ، لاہور ، جلد ۳ شمارہ ۳ - ۴ (۱۹۹۳ء) ۱۳ - ۳۰

۲ - سید محمد عبداللہ قادری "حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، ایک ادارہ ، ایک تحریک" (لاہور : داتا گنج بخش اکیڈمی ، ۱۹۹۱ء) ، ص ۱۳ - ۱۴

۳ - سید شریف احمد شرافت نوشاہی ، شریف التواریخ ، جلد سوم ، موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ ، حصہ دوازدہم ملقب بہ طوالع الانظار (ساہن پال شریف : ادارہ معارف نوشاہیہ ، ۱۹۸۴ء) ، ص ۳۰۶ ۔

۴ - محمد صدیق "حکیم موسیٰ امرتسری - ایک عظیم محقق" مشمولہ فاران ، لاہور (۱۹۹۱ء) ، ۱۳۰ - ۱۳۱

5 - Arthur Frank Buehler, Chrishma and Exemplar: Naqshbandi Spiritual Authoity in the Panjab , 1857 - 1947 (Massachusetts, Harvard University, 1993) PP 24 - 25

۶ - سید جمیل احمد رضوی "ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، کتابوں کی کہانی حکیم صاحب کی زبانی" مشمولہ سہ ماہی خبرنامہ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (پنجاب) ، لاہور ، جلد ۳ شمارہ ۱ ، ۲ (۱۹۹۲ء) ، ص ۳ ۔

۷ - فائل بعنوان : خط و کتابت متعلقہ ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، ص ۱ ۔

(یہ فائل پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے)

۸ - ایضاً ، ص ۳

۹ - ایضاً ، ص ۲

۱۰ - ایضاً ، ص ۱۰

۱۱ - سید جمیل احمد رضوی "ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، کتابوں کی کہانی حکیم صاحب کی زبانی" مشمولہ سہ ماہی خبرنامہ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (پنجاب) ، لاہور ، جلد ۳

تحفۂ اِخلاص و مودّت

بحضرۃ حکیمِ اہلِ سُنّت الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی قادری زید مجدہٗ
ازقلمِ حقائق رقم : ابوالطاہر فدا حُسین فدا مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور

نقیبِ دیں و زعیمِ مِلّت کلیدِ حکمت، مہِ فضیلت
رضائے احمد رضا کا بندہ ہے پاسدارِ کتاب و سُنّت

یہ ہے گُلِ سرسبد کی زینت جُھکا ہے جس پہ سحابِ رحمت
ریاضِ دینِ متیں میں ہر سُو ہیں جس نے پھیلائے نور و نکہت

حکیمِ موسیٰ وہ عبقری ہے مثیل اِس کا کہاں ہے کوئی
ادب نواز و ادب شناس و رازِ اہلِ وجداں شعورِ فطرت

علومِ شرعِ مبیں کا عامل امینِ دینِ حنیف برحق
جنابِ ختمِ رُسل کا بردہ خوشا بہ نازش زِ فخرِ نسبت

رسولِ اکرم کا یہ فدائی۔ فدائے سرکارِ اولیاء ہے!
مطیعِ احکامِ ربِّ ایزد ہے قاطعِ شرک و کُفر و بدعت!

بحورِ فن کا یہ دُرجِ گوہر۔ خزینۂ دُرِّ شاہواراں!
محققوں ناقدوں کا رہبر جہاں میں اِس کا ہے دم غنیمت

غلامِ خواجہ و غوثِ اعظم۔ گدائے شاہنشۂ دو عالم
فدا یہ محبوبِ پاکبازاں، ہے خضر صورت فرشتہ سیرت